

مثنوی اسرارِ محبت

مستف

نواب محبت خاں

مرتبہ

ڈاکٹر نسیم احمد



انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



مثنوی اسرارِ محبت

مصنف
نواب محبت خاں

مرتبہ
ڈاکٹر نسیم احمد



انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۷۵۳

130216

© ڈاکٹر نسیم احمد

۶۱۹۹۶	_____	سنہ اشاعت:
۵۰ (پچاس) روپے	_____	قیمت
ایم۔ حبیب خاں	_____	بہ اہتمام
نثر آفیسٹ پرنٹرز، نئی دہلی	_____	طباعت

ISBN-81-7160-074-3

ANJUMAN TARAQQI URDU (HIND)
URDU GHAR : 212 ROUSE AVENUE
NEW DELHI-110002

فہرست

۷	خلیق انجم	حرف آغاز
۹	ڈاکٹر نسیم احمد	مقدمہ
۲۵	نواب محبت خاں	مثنوی اسرارِ محبت

حرف آغاز

نواب محبت خاں صاحبزادے تھے حافظ رحمت خاں والئی روہیل کھنڈ کے۔ وہ صاحبِ پیف ہی نہیں، صاحبِ قلم بھی تھے۔ اپنے عہد کے اردو کے صفِ دوم کے اچھے شاعروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ محبت صرف شاعر ہی نہیں تھے۔ شاعروں کے قدر داں بھی تھے۔ جعفر علی خاں حسرت کے شاگرد تھے۔ صاحبِ علم تھے۔ بقول سید لطیف حسین ادیب محبت کا کلیات لندن کی انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کلیات میں اردو کے علاوہ فارسی، عربی اور پشتو کلام بھی شامل ہے۔ محبت بنیادی طور پر غزل گو تھے۔ انھوں نے اپنا اردو دیوان مرتب کیا تھا۔ لیکن اردو میں ان کی شہرت، مثنوی اسرارِ محبت کی وجہ سے ہے۔ جس میں بہت صاف سادہ زبان میں سستی پتو کی داستان بیان کی گئی ہے۔ یہ مثنوی کم سے کم دو بار شائع ہو چکی ہے۔ اس مثنوی کے قلمی نسخے رضا لاہری رام پور، سر سالار جنگ میوزیم حیدر آباد، پنجاب یونیورسٹی لاہور اور انجمن ترقی اردو کراچی اور ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ نسیم صاحب نے پنجاب یونیورسٹی لاہور ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ اور انجمن ترقی اردو کراچی کے محفوظات کی مدد سے یہ متن مرتب کیا ہے۔ مقدمے کے شروع میں نواب محبت خاں کے مختصر سوانح پیش کیے گئے ہیں۔ مقدمے کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بیجا طوالت سے کام نہیں لیا گیا۔ محبت خاں اور مثنوی کے متن کے بارے میں جو اہم معلومات فراہم کی جانی چاہیے تھیں وہ انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کر دی گئی ہیں۔ آخر میں مثنوی تنقید کے اہم اصول کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ نسیم صاحب نے بیت السلطنت لکھنؤ سے شائع ہونے والے نسخے کے متن سے بھی اختلافات

نسخ پیش کیے ہیں۔ جب کہ اس نسخے کے بارے میں خود ان کا قول ہے کہ
 ”ہاں تک صحت متن و املا کا تعلق ہے اسے غلط نویسی کا ایک
 مثالی نمونہ اور کسی حرف قلمی نسخے کا نایندہ کہا جاسکتا ہے۔“
 کیا اس صورت میں اختلافات نسخ درج کرنے میں اس نسخے کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ میرے
 خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔
 ڈاکٹر نسیم احمد نے یہ متن بڑی محنت اور سلیقے سے مرتب کیا ہے۔

خلیق انجم

مقدمہ

نواب محبت خاں، اٹھارہویں صدی عیسوی کی معروف سیاسی شخصیت، جہاں باز روہیلہ سردار، اور اودھ کے فرماں روا نواب شجاع الدولہ کے تحریک نواب حافظ الملک حافظ رحمت خاں بہادر نصیر جنگ (متوفی ۲۳ اپریل ۱۸۵۸ء) والی روہیل کھنڈ کے فرزند ارجند تھے۔ انھیں اردو کی مشہور آفاق مثنوی سحرالبیان کے مصنف میر حسن کا معاصر اور سودا، امیر اور درو جیسے عظیم المرتبت شاعروں کا خرد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۸۵۸ء/ ۱۸۵۸ء میں بریلی میں پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے اور تعلیم و تربیت پائی۔

نواب حافظ رحمت خاں ۱۱ صفر ۱۲۵۸ھ/ ۲۳ اپریل ۱۸۵۸ء کو نواب شجاع الدولہ کے خلاف کٹھن کی جنگ میں شہید ہوئے۔ لے ”گل رحمت“ کے مولف سعادت یار خاں بمبرہ حافظ رحمت خاں کے بیان کے مطابق والد کی شہادت کے وقت محبت خاں کی عمر چوبیس برس تھی بیستیس برس مزید زمانے کے گرم و سرد جھیل کر اُن سٹھ برس کی عمر میں ۱۶ صفر ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۸ء کو اس دار فانی سے کوچ کیا۔ لکھنؤ ہی کے محلہ کشور گنج میں وزیر باغ سے متصل سپرد خاک ہوئے۔ لے جرأت نے قطعہ ذیل میں ان کی موت پر اظہارِ تاسف کیا اور اس کے آخری مصرعے ”کیا ہے خاک اب بے محبت زندگی“ سے سنہ وفات ۱۲۷۳ھ برآمد کیا۔ مکمل قطعہ یہ ہے:

سخت بے دردی ہے بینا اس بنیر
اب دباں جاں ہے جرأت ز ندگی

مصرعہ تاریخ ہے یہ حسبِ حال
کیا ہے خاک اب بے محبت زندگی
ایک اور معاصر و ممتاز شاعر اور شہرہ زد کردہ نگار مصحفی نے ازراہ ارادت درج ذیل قطعہ
سالِ وفاتِ نظم کیا۔

چو شاق کہن نواب ججماہ
قصارِ اگشتہ برخوانِ تضایف
بجسم از خرد تارِ سخن سائش
ہیں گفتا ”محبتِ خاں کجا حیف“

ان معاصروں میں معتبر شواہد کے برخلاف ”حیاتِ حافظِ رحمت خاں“ کے مصنف جناب
الطاف علی بریلوی نے محبتِ خاں کی تاریخِ وفات ۱۳/ صفر ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۹ء لکھی ہے جو
کسی سہو کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے سہو

کٹھنر کی جنگ (۱۱/ صفر ۱۱۸۸ھ / ۲۳/ اپریل ۱۷۷۴ء) میں نواب حافظِ رحمت خاں کی
شہادت کے بعد ان کے اور دو نندے خاں کے اہل خاندان و متعلقین کو نواب شجاع الدولہ
کے حکم سے گرفتار کر کے الہ آباد کے قلعہ میں لے جا کر قید کر دیا گیا لکھ حافظِ رحمت خاں کے دو
بیٹوں ارادت خاں (متوفی ۱۰/ رمضان المبارک ۱۲۲۳ھ / ۳۱/ اکتوبر ۱۸۰۸ء) اور ذوالفقار خاں
(متوفی ۱۰/ رمضان ۱۲۱۲ھ / ۲۰/ نومبر ۱۷۹۷ء) کو البتہ بعض سیاسی اغراض کے تحت قید سے
آزاد رکھا گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ذوالفقار خاں کو خلعت سے بھی سرفراز کیا گیا۔ اس کے برخلاف دو نندے خاں
کے دو ممتاز فرزندوں محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں کے ساتھ نواب شجاع الدولہ نے بڑی بے رحمی کا مظاہرہ
کیا۔ ان کا سادماں و متاع ضبط کر لیا۔ اور انھیں مع متعلقین قید کر کے دوسرے قیدیوں کے ساتھ الہ آباد
بھیج دیا۔ یہاں حالانکہ ان کے پاس نواب مذکور کی ایک تحریری سند موجود تھی جس میں
ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا لہذا دراصل حافظِ رحمت خاں کے دو
فرزندوں کو دی گئی مراعات جنرل چیمپین کے ایما پر تھیں اور نواب کسی صورت بھی جنرل
کو برگشتہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔

حافظ رحمت خاں لودھ و تندرے خاں کے فرزندوں اور اہل خاندان نیز بعض اہم روہیلہ سرداروں کو الہ آباد کے مضبوط قلعہ میں نظر بند کرنے کے بعد نواب شجاع الدولہ نے گڑھوال کی پہاڑیوں کا رخ کیا جہاں فیض اللہ خاں ولد علی محمد خاں لال ڈانگٹ کے مقابلہ پر باقی ماندہ روہیلہ فوجوں کو منظم کر کے جنگ کی تیاری میں مصروف تھا۔ نواب شجاع الدولہ اگرچہ جنگ پر آمادہ تھے اور افغانوں کو شکست دے کر ان کی طاقت کو منتشر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اچانک ان کی فوج میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ وہ خود مرضِ ذہل میں مبتلا ہو گئے نیز آب و ہوا کی خرابی کے باعث یہ مرض شدت اختیار کرنے لگا۔ چنانچہ مجبوراً وہ معاملت پر راضی ہو گئے اور فیض اللہ خاں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ ساتھ ہی محبت خاں کی طلبی کا پروانہ بھی الہ آباد کے حاکم کے نام روانہ کیا تاکہ انھیں (محبت خاں کو) فیض اللہ خاں کے مقابلے پر کھڑا کر کے روہیلوں کا زور توڑا جاسکے۔ لیکن فیض اللہ خاں چندے ناکل کے بعد ہی صلح کے لیے تیار ہو گیلے۔ جنرل جیمسن نے ثالثی کے فرائض انجام دے اور دیکھتے ہوئے صلح نامے پر دستخط بھی کیے۔ بعد میں کہیں نے اس صلح نامے کو جنرل کا ذاتی عمل قرار دے کر ناسطوک کر دیا۔ یہ صلح نامہ ۲۴ اکتوبر کے درمیان پایہ تکمیل کو پہنچا تھا۔

”صلح نامہ“ کی کارروائی مکمل ہو جانے کے بعد نواب شجاع الدولہ بلا توقف لشکر کے ساتھ پایہ تخت فیض آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ محبت خاں بھی نواب شجاع الدولہ کے حکم کے مطابق الہ آباد سے آکر سنبھل کے مقام پر لشکر میں شامل ہوئے اور ۵ دسمبر ۱۷۷۷ء کو نواب کے ہمراہ فیض آباد پہنچے۔ سلعہ خلافتِ توفیق نواب نے محبت خاں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اور مہربانی کے طور پر ذاتی خرچ کے لیے ایک ہزار روپیہ ہانہ مقرر کر دیا۔ علاوہ انہیں ہزار اسوار پر مشتمل ایک رسالہ بھی عنایت کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن مرض کی شدت دن بہ دن بڑھتی گئی اور فیض آباد پہنچنے کے پورے ایک برس پر ۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء کی صبح تقریباً چھ بجے نواب کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بڑے صاحب زادے آصف الدولہ سربراہِ سلطنت ہوئے۔ انھوں نے فیض آباد کی بجائے لکھنؤ کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ چنانچہ دوسرے وزیرِ ادا امر کی طرح محبت خاں بھی نواب آصف الدولہ کے ہمراہ فیض آباد سے

لکھنؤ چلے آئے۔ ”منوئی حسن بخشی“ (مظلومہ حرات) سے معلوم ہوتا ہے کہ حرات اور خواجہ حسن بھی اس سفر میں محبت خاں کے ہمراہ تھے ۱۱۱

تخت نشینی کے پرمسرت موقع پر آصف الدولہ نے شاہی روایات کے عین مطابق غرابو مساکین میں خیرات و صدقات کی تقسیم کے ساتھ ہی بعض قیدیوں کی رہائی کے احکام بھی صادر کیے لیکن حافظ رحمت خاں اور ان کے چچا زاد بھائی دوندے خاں کے متعلقین کے ساتھ کسی طرح کی رعایت یا حسن سلوک کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ان کے سرکاری اخراجات بند کر دیے نیز محبت خاں اور ذوالفقار خاں وغیرہ کو قید کر کے الہ آباد بھیجے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن سالار جنگ کے بھائی مرزا علی خاں کے مشورے پر نواب نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا ۱۱۲

جیسا کہ سطور بالا میں مذکور ہوا، نواب آصف الدولہ چند در چند وجوہ کی بنا پر حافظ رحمت خاں مرحوم سے کد رکھتے تھے اور ان کے متعلقین کے جائز حقوق بھی تسلیم کرنے پر راضی نہیں تھے لیکن کپنی کی راست مداخلت اور جان برسٹو کی ثالثی کے نتیجے میں نواب کو مجبوراً انگریزوں کی بعض شرطیں ماننی پڑیں۔ ان میں سے ایک اہم شرط حافظ رحمت خاں اور دوندے خاں کی اولاد کے لیے بالترتیب ۶۵ ہزار اور ۳۵ ہزار سالانہ وظیفے کی منظوری بھی تھی ۱۱۳ بعد میں محبت خاں سرکار کپنی کے وسیلہ داروں میں شامل ہو گئے اور لکھنؤ کو مستقلاً اپنا مستقر بنا کر ادودھ کے وظیفہ خواہ اور کپنی کے وسیلہ دار کی حیثیت سے بظاہر شان و شکوہ کی زندگی بسر کرنے لگے ۱۱۴

اٹھارہویں صدی عیسوی تک شمال، جنوب اور ہندوستان کے بعض دوسرے خطوں کے درمیان اردو واحد رابطے کی زبان منظور نہ ہوتی تھی، عوام میں یہی زبان، لکھی، پراچی، سکھی اور بولی جاتی تھی۔ محبت خاں اگرچہ افغان نژاد تھے اور ان کی مادری زبان پشتو تھی تاہم اس عوامی اور رابطے کی زبان سے کماحقہ واقفیت ان کے لیے ناگزیر تھی اور تقاضائے وقت بھی یہی تھا چنانچہ انہوں نے اپنی محنت اور ذہانت سے اس میں اتنی مشق اور مہارت ہم پہنچائی کہ پشتو کے بعد یہی اجنبی زبان ان کی تصنیف و تالیف کی زبان بن گئی۔

عالم لآ بحر العلوم کی نگرانی میں درس نظامی کے مطابق مکمل کر کے باقاعدہ فراغت حاصل کی تھی۔ ”حیاتِ حافظ رحمت خاں“ کے مصنف جناب الطاف علی بریلوی نے محبت خاں کے نام سے اردو و فارسی اشعار کے علاوہ عربی کے بھی دو شعر نقل کیے ہیں ۲۶ء ان سے محبت خاں کی عربی زبان سے واقفیت اور شعر کہنے کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل میں دونوں شعر درج کیے جاتے ہیں :

اذا لم يمتح في الاسلام آتاس جبرمى من مقلتي دمع كانها ماس
جب اسلام کی کوئی تنائی باقی نہ رہی تو میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گیا۔

مختلف اہانت من اظہر الذین جنائص صوت سلطان الجہاندار
تب میں نے اہانت سے پوچھا کہ دین کو غلبہ کون عطا کرے گا تو آواز آئی کہ سلطان جہاندار
علاوہ ازیں ”چند شعراء بریلی“ کے مصنف ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب کی اطلاع کے مطابق انڈیا آئن لائبریری لندن کے شعبہ خطوط میں محبت خاں کا ایک کلیات محفوظ ہے جس میں اردو و فارسی کلام کے ساتھ پشتو اور عربی اشعار کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے۔ پشتو محبت خاں کی مادری زبان تھی اور فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل تھا چنانچہ انہوں نے عام لوگوں کی سہولت کی خاطر ایک پشتو فارسی لغت بھی تیار کیا تھا جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے ۲۷ء

لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے بعد نواب محبت خاں نے جعفر علی حسرت کو اپنی سرکار سے منسلک کیا نیز فنِ شعر میں انہی کی شاگردی اختیار کی اور تھوڑے ہی دنوں میں اس وقت کے مشاہیر شاعروں میں شمار ہونے لگے۔ محبت نے اردو کی تقریباً تمام مروجہ اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی، اور ایک دیوان مرتب کیا۔ لیکن اردو ادب کی تاریخ میں ان کا نام ثانوی اسرار محبت کی وجہ سے زندہ و نابندہ ہے جسے انہوں نے ایک مقتدر انگریز رچرڈ جانسن کی فرمائش پر تصنیف کیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس اہم لیکن قدرے غیر معروف شخص کا تعارف مختصراً پیش کر دیا جائے ۲۸ء

جانسن کا پورا نام رچرڈ جانسن تھا اور نواب، ممتاز الدولہ، مفتخر الملک، حسام جنگ،

بہادر وغیرہ اس کے خطابات تھے لیکن عام طور پر وہ مسٹر جانسن کے نام سے جانا جاتا تھا اور تاریخ کی کتابوں میں بھی اسی مختصر نام سے اس کے حالات درج ہیں۔ لکھنؤ میں بحیثیت نائب ریڈیٹ، آنے سے قبل وہ بردوان کا صاحب کلال اور بنگال کونسل کا فعال رکن رہ چکا تھا۔ تقریباً دو برس (۸۶-۸۷ء) ملک آصفیہ حیدر آباد میں ریڈیٹ بھی رہا تھا۔ وہ سیاسی جوڑ توڑ کا ماہر اور معاملہ فہم افسر کی حیثیت سے خاصا معروف تھا، اس کے ساتھ ساتھ علم دوستی، قابلیت و ہمت اور ادب و پیروری کے لیے بھی شہرت رکھتا تھا، چنانچہ رام جیٹ، میر قمر الدین منت اور میر محمد حسین جیسے صاحب علم حضرات اس کی سرکار سے وابستہ تھے۔

اردو دنیا میں جانسن کا تعارف کلام سودا کے ایک خطوط معروف ہنسٹ جانسن کی درج ذیل عبارتوں سے ہوا تھا۔

(۱) دیوان مرزا رفیع سودا، گزرا بندہ میر حسین صاحب دربلدہ لکھنؤ، داخل کتاب خانہ شد۔

(۱۱) دیوان سرکار نواب صاحب ممتاز الدولہ مفتخر الملک حسام جنگ مسٹر چارڈ جانسن صاحب دام اقبال۔

مخطوطہ مذکور کا اصل نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن کے ذخیرہ مخطوطات میں محفوظ ہے۔ اسے پہلی مرتبہ منظر عام پر لے آنے کا سہرا شیخ چاند مرحوم کے سر ہے۔ یہ نسخہ مسٹر جانسن کے دیوان میر محمد حسین نے تیار کرا کر ان کے کتب خانے میں داخل کرایا تھا۔

مذکورہ بالا ”دیوان سودا“ اور ”شہنوی اسرار محبت“ کے علاوہ بعض دوسرے اہل قلم نے جانسن کے ایسا پر یا محض اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نظمیں لکھیں، کتابیں مرتب کیں اور اپنی تخلیق کو اس کے نام سے منون کیا۔ مثلاً: (۱) لکھی نرائن شفیق نے اپنی تعینف ”تمنیق شگرت“ مسٹر جانسن کے نام سے منون کر کے اس کی سرکار میں شرف باریابی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ (۲) میر قمر الدین منت نے اسی کے

حکم سے پنجابی قصبہ ”ہیرارا بھٹا“ کو ”ہیرارا بھٹن“ کے نام سے فارسی نظم میں منتقل کیا گیا۔
 (۳) لکھنؤ کے ایک اور کاتب محمد بخش خاں نے اس کے کتب خانے کے لیے ”نورِ مرصع“ کا ایک نسخہ تیار کیا۔ یہ کتاب مکمل نہیں ہے بلکہ اس میں پہلے درویش کی کہانی تک داستان کا ابتدائی حصہ ہی ہے۔

”تاریخ کی بعض کتابوں اور شعرائے اردو کے تذکروں میں محبت خاں کے حالات منسٹر صورت میں ملتے ہیں۔ ناقدین و مؤرخین ادب اردو نے انہیں بجا کر کے کتابی شکل میں مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور نہ ہی ان کی ادبی و لسانی خدمات کو لائق اعتبار سمجھا۔ پروفیسر گیان چند جین نے شمالی ہند کی مثنویوں پر ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جس میں محبت خاں اور ان کی مثنوی کا بیان حد درجہ تشہہ ہے۔ اس دور کے ایک دوسرے ناقد پروفیسر سید محمد عقیل رضوی نے اسی موضوع پر اپنا پانی اپنچ ڈی کا مقالہ قلم بند کیا لیکن موصوف نے بھی اس مثنوی اور اس کے مصنف کے بارے میں کوئی قابل ذکر بات نہیں کہی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ”تاریخ ادب اردو“ کی جلدوں اور حصوں میں مرتب کی ہے۔ اور متعدد غیر معروف شعرا و ادبا کے حالات پہلی مرتبہ تفصیل کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں بیان کیے ہیں لیکن محبت خاں کے باب میں سرسری گزر جانے کا انداز ان کے یہاں بھی نمایاں ہے۔

چار مقالے ”تاریخ کی کتابوں اور شعرائے اردو کے تذکروں سے قطع نظر محبت خاں اور ان کے کلام پر اب تک کل چار مضامین معرض وجود میں آئے ہیں یا کم از کم میرے علم میں ہیں۔ پہلا مضمون پروفیسر سید محمود حسن رضوی ادیب مرحوم کا لکھا ہوا انجمن ترقی اردو ہندوکن کے سناہی رسالہ ”اردو“ کے شمارہ جولائی ۱۹۳۱ء میں چھپا تھا۔ دوسرے کے مصنف پروفیسر مجنوں گورکھ پوری ہیں۔ یہ تحریر (۱) تنقیدی حاشیے مطبوعہ ۱۹۳۵ء اور (۲) نکات مجنوں مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں شامل ہے۔ تیسرے پروفیسر سید محمد عقیل رضوی کا تحریر کردہ ہے جو ماہنامہ نگار لکھنؤ کے شمارہ اپریل ۱۹۵۵ء میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اور چوتھا مضمون سید لطیف حسین ادیب کا ہے اور ان کی تصنیف ”چند شعرا کے برقی“ کا جنہ ذیل مردان مضامین سے متعلق تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

(۱) پروفیسر محمد عقیل رضوی مرحوم کا یہ مضمون ”مثنوی امراء حبیب“ کے عنوان سے شائع ہوا۔

تھا، اس میں انھوں نے اپنے ذاتی کتب خانے میں موجود مطبع بیت السلطنت "لکھنؤ سے شائع شدہ "اسرارِ محبت" کو سامنے رکھ کر اس مثنوی کا تعارف کرایا ہے۔ مثنوی کا یہ مطبوعہ نسخہ ایک سستا اور عام بازاری ادیشن ہے۔ اس کا متن بھی خاصا غلط ہے۔ مزید طرفی یہ کہ اس پر مصنف کا نام اور سبب طبعیت وغیرہ بھی مندرج نہیں ہیں چنانچہ رضوی صاحب مرحوم نے محض قیاس اور قرینے کی بنیاد پر اسے محبت خاں کی تصنیف بتایا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علی ابراہیم خاں خلیل کے تذکرے "تذکرہ گلزارِ ابراہیم" اور مرزا علی لطف کے "تذکرہ گلشنِ ہند" میں محبت خاں کے ترجمے میں مثنوی اسرارِ محبت "کا ذکر موجود ہے۔ اور ان دونوں میں مثنوی کے بالترتیب ۲۹ اور ۲۸ شعر بھی منقول ہیں لہذا پروفیسر رضوی صاحب مرحوم جیسے وسیع المطالع ناقدِ عالم اور محقق کے لیے ضروری تھا کہ قیاس آرائی کی بجائے مذکورہ بالا تذکروں کے حوالے سے قطعیت اور تیقن کے ساتھ بتاتے کہ مثنوی اسرارِ محبت " کے مصنف محبت خاں ہیں۔

پروفیسر رضوی مرحوم کے مضمون میں ایک اور غلطی درآئی ہے۔ انھوں نے مثنوی زیر بحث میں شامل دو غزلوں (۱۱) و (۱۲) کو اپنا کچھ نہیں اب آہ چلتا " (۱۲) کہیں اپنا ترے بن کس سے ہم درد " کو مشکوک بلکہ ایک حد تک الحاقی قرار دے دیا ہے۔ یہاں بھی نتیجے کا استنباط قیاس اور قرینے کی مدد سے کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ دیگر مضمون نگار نے اپنے اس مضمون میں استنباط نتائج کے سلسلے میں عمومیت کے ساتھ قیاس اور قرینہ ہی کو رہنما بنایا ہے اور خارجی و داخلی شواہد یا ٹھوس ثبوت سے چشم پوشی کی ہے۔ خود ان کا بیان ملاحظہ ہو۔

ہمیرے کتب خانے میں غلام ہمدی لکھنوی کا تالیف کیا ہوا ایک بہت ضخیم انتخاب غزلیات ہے جس کا نام "مجموعہ سخن" ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے ورق ۲۸۲ پ پر مندرجہ بالا غزلوں میں پہلی اور ورق ۱۳۰ پر دوسری درج ہے۔ پہلی غزل میں مقطع نہیں ہے لیکن یہ غزل حسن اور جرأت کی غزلوں کے درمیان میں واقع ہے قرینہ کہتا ہے کہ یہ انھیں دونوں میں سے کسی کی کہی ہوئی ہوگی اور قیاس کا فیصلہ ہے کہ یہ جرأت کا رنگ ہے اور وہی اس کے مصنف ہیں۔ دوسری غزل کے آخری شعر کے پہلے مصرعے کا آخری لفظ مطبوعہ مثنوی میں "شاید" ہے اور قلمی مجموعے میں "شاہد" ہے اور

کاتب نے اسے تخلص قرار دے کر سرخی سے لکھا ہے یعنی اس غزل کے مصنف کوئی شاہد ہیں۔ برحال، بہر حال، یہ دونوں غزلیں غالباً مثنوی اسرارِ محبت کے مصنف کی نہیں ہیں۔ (رسالہ اردو، شمارہ جولائی ۱۹۳۱ء ص ۶۸-۶۹)

یہاں پہلی غزل کے بارے میں یہ عرض کرنا ہے کہ کلیات میر حسن، قلمی، مملوک مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، اور دیوان میر حسن، قلمی، مملوک سنٹرل لائبریری، بی۔ ایچ۔ یو. دہلی، کی نقلیں میرے پیش نظر ہیں لیکن یہ غزل ان میں نہیں ہے۔ خود کلیات میر حسن کا نسخہ مسعود (جو اب مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کی ملکیت ہے، سے بھی یہ غزل غیر حاضر ہے۔ اسی طرح جرات کے چھپے ہوئے کلیات میں بھی یہ غزل موجود نہیں ہے۔ لہذا راقم الحروف کی ناچیز رائے میں صرف قیاس کے حوالے سے اس غزل کا مصنف میر حسن یا جرات کو قرار دے دینا اور محبت خاں کی ملکیت سے خارج کر دینا کسی طور درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس غزل کا مطلع درج ذیل ہے:

”بس اپنا کچھ نہیں اب آہ چلتا کدل کو لے گیا اک راہ چلتا“

اور دوسری غزل کو کسی شاہد نام کے شاعر کی تصنیف قرار دینے کی یہ توجیہ کہ اس غزل کے آخری شعر کے پہلے مصرعے کا آخری لفظ مطبوعہ مثنوی میں ”شاید“ ہے۔ اور قلمی مجموعہ میں ”شاہد“ ہے اور کاتب نے اسے تخلص قرار دے کر سرخی سے لکھا ہے یعنی اس غزل کے مصنف کوئی شاہد ہیں۔ قابل قبول نہیں۔ اولاً اس لیے کہ ”شاہد“ تخلص کا کوئی قابل ذکر شاعر تذکروں میں نہیں ملتا ثانیاً بایں وجہ کہ میرے پیش نظر مطبوعہ مثنوی کے علاوہ عین قلمی نسخوں کی زما کس کا پتہ نہیں۔ ان تہا میں مصرع مذکور کا آخری لفظ ”شاید“ ہی ہے اور بہ اعتبار معنی یہی لفظ موزوں اور با معنی بھی معلوم ہوتا ہے۔ ”شاید“ یقیناً کاتب کا سہو یا تصرف ہے۔ اس غزل کا آخری شعر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

نہ آیا تو، تو میں جاؤں گی شاید لیے ہستی سے تیسرا تا عدم نند

(۲) مثنوی اسرارِ محبت: ہی کے عنوان سے دوسرا مضمون اردو کے نامہ ناقد پروفیسر جنوں گوکہ پوری کا لکھا ہوا ہے۔ اور ان کی دو کتابوں (۱) تنقیدی حاشیے (مطبوعہ ۱۹۳۵ء) نکات، مجنوں مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں شامل ہے۔ اس مضمون کا محرک فضل حق صاحب کا مقالہ ”سستی پن“، شائع شدہ رسالہ اردو شمارہ اکتوبر ۱۹۳۰ء ہے جس میں مثنوی اسرارِ محبت کا ذکر ہمارے نام بھی نہیں کیا گیا ہے۔ پروفیسر

جوں گورکھ پوری کے پیش نظر مثنوی اسرارِ حجت "کا وہ نسخہ تھا جسے مولانا حسرت موہانی نے "مجموعہ کے نام سے دودوسری مثنویوں "سراپا سوز" اور طلعت الشمس کے ساتھ چھپوا کر شائع کر دیا تھا انھوں نے اپنے مضمون کی ترتیب میں بعض تذکروں کے علاوہ رضوی مرحوم کے مضمون "مثنوی اسرارِ حجت" سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مضمون میں حجت خاں کے کلام پر اجمالی تبصرے کے بعد مثنوی زیر بحث کا تعارف محمد رفیع فیض لے کر لایا گیا ہے۔ زیانات میں حزم و احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم بعض تسامحات مضمون میں موجود ہیں۔ جن کی نشان دہی سطور ذیل میں کی جاتی ہے۔

(الف) مضمون نگار کا یہ دعوہ کہ "گلِ رعنا کو چھوڑ کر کسی تذکرے میں اس مثنوی کا نام اسرارِ حجت" درج نہیں ہے۔ قطعاً نادرست ہے۔ کیوں کہ تذکرہ گلزارِ ابراہیم، تذکرہ گلشنِ ہند اور تذکرہ طبقاتِ شعراءِ ہند میں اس مثنوی کا نام اسرارِ حجت لکھا ہوا ہے اور یہ کہ اول الذکر دو تذکروں میں بالترتیب مثنوی کے ۳۹ اور ۲۸ شعر بھی درج ہیں۔

(ب) مضمون نگار کا دوسرا بیان کہ سید مسعود حسن رضوی کے پاس مثنوی اسرارِ حجت کا قلمی نسخہ ہے جس میں مقامِ جنگِ سیال کا ذکر آتا ہے۔ سراسر سہو پر مبنی ہے کیوں کہ ان کے پاس بیتِ السلطنت لکھنؤ سے چھپا ہوا مثنوی کا مطبوعہ نسخہ تھا۔ جنوں صاحب کو اصل رضوی صاحب کے اس بیان "دوسری منزل کے آخری شعر کے پہلے مصرعے کا آخری لفظ مطبوعہ مثنوی میں "شاید" اور قلمی مجموعے میں "شاہد" ہے۔ سے مغالطہ ہوا ہے۔ لیکن یہاں قلمی مجموعے سے مراد غلام محمدی لکھنوی کا مجموعہ سخن کے عنوان سے مرتب کیا ہوا ایک ضخیم انتخابِ عزیات ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مثنوی کے تمام قلمی اور لکھنؤ سے چھپے ہوئے مطبوعہ نسخے میں قصے کا مقام جنگِ سیال یا جنگِ سیال ہے۔

(۳) مثنوی اسرارِ حجت کے عنوان سے تیسرا مضمون ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی کا ہے۔ ڈاکٹر موصوف ہی کے تحقیقی مقالہ برائے پنی ایچ۔ ڈی۔ اردو مثنوی کا ارتقا۔ میں درج بیان سے پتا چلتا ہے کہ پروفیسر رضوی صاحب مرحوم اور پروفیسر جنوں گورکھ پوری مرحوم کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر لکھا گیا یہ ایک مبسوط اور مدلل مقالہ ہے۔ موصوف نے اسے "ماہنامہ نگار" لکھنؤ کے شمارہ اپریل ۱۹۵۵ء میں شائع کرایا تھا۔

راقم الحروف کو تلاش بیکار کے بعد مذکورہ بالا شمارہ ہاتھ لگا۔ لیکن مطالعہ سے جب اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ یہ مضمون اپنے ناقبل تحریر شدہ دونوں مضامین سے زیادہ سرسری، کم معلوماتی، تحقیق سے تہی اور چند در چند امور میں گمراہ کن بھی ہے تو بے حد ایلوسی ہوئی۔ سطور ذیل میں مضمون کا براہ راست تجزیاتی مطالعہ مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔

مضمون کی ابتدا ان جملوں سے ہوتی ہے۔

”اپنے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں مجھے ایسی تاریخی مثنوی کا ایک قلمی نسخہ ملا جو مدت مدید سے زیر بحث ہے اور جس کے متعلق متعدد طرح کے مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ ان مقالات کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۳۰ء سے ہے۔“ (نگار ص ۳۸)

اقتباس بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مثنوی اسرارِ محبت کے متعلق ”متعدد طرح کے مقالات لکھنے کا سلسلہ ۱۹۳۰ء سے شروع ہوا تھا۔ اور یہ بحث ڈاکٹر موصوف کے مضمون لکھنے تک جاری تھی۔ حالانکہ اس وقت تک مثنوی اسرارِ محبت سے متعلق پروفیسر رضوی مرحوم اور پروفیسر جنوں گورکھ پوری کے دو مضامین ہی لکھے گئے تھے۔ جن کا ذکر سطور بالا میں آچکا ہے۔

”متعدد طرح کے مقالات سے مضمون نگار کی مراد غالباً محمد عمر نورانی صاحبان اور دامت فی فضل حق صاحب کے ”قصہ سستی پنو“ سے متعلق دو مقالات ہیں جو رسالہ اردو میں بالترتیب ۱۹۳۰ء اور اکتوبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئے تھے۔ جن میں مثنوی اسرارِ محبت اور اس کے مصنف کا ذکر ممتنا بھی نہیں کیا گیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

”ابھی تک جتنے مقالات شائع ہوئے ہیں ان میں سب سے مدلل مقالہ مسعود حسن صاحب لکھنؤ یونیورسٹی کا ہے۔ جن کا بیان مصنف کے بارے میں یہ ہے ”میرے کتب خانے میں ایک مثنوی ہے جس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔ المنة المحمد المننة کہ بعنايت ايلاد نيرچون نسخہ اسرارِ محبت با تمام رسيد۔“ (الضفا،

یہاں عرض یہ کرنا ہے کہ اس موضوع پر رضوی صاحب مرحوم کا مضمون پہلا ہے نیز اس کا

مدلل ہونا محل نظر ہے۔ اور سرورق کے حوالے سے مندرج عبارت اصلاً خاتمے کی عبارت ہے۔ علاوہ انہیں ڈاکٹر عقیل صاحب نے خدا معلوم کیوں کر باور کر لیا ہے کہ مثنوی مرحوم کے پاس مثنوی کا قلمی نسخہ تھا، جب کہ انھوں نے صرف یہ لکھا ہے کہ ”میرے کتب خانے میں ایک مثنوی ہے۔۔۔۔۔ اس مثنوی کے سرورق کی عبارت یہ ہے۔

”المنہ لدر کہ قصہ سسی پنومسلی بہ مثنوی اسرار محبت در بیت السلطنت لکھنؤ

طبع شد: (اردو سہ ماہی ۱۹۳۱ء)

عقیل صاحب اس فارسی عبارت میں ”طبع شد“ کی موجودگی کے پیش نظر اس نسخے پر کسی مطبوعہ کتاب کی نقل ہونے کا قیاسی امکان ظاہر کرتے ہیں۔

مضمون زیر بحث کے چند بیانات اور ملاحظہ ہوں :

”لطف نے نہ صرف اس کا نام اسرار محبت بتایا ہے بلکہ نمونہ کے طور پر لٹائیں

اشعار بھی اس مثنوی کے دیے ہیں اور نہ صرف مرزا علی لطف بلکہ تذکرہ گلزار،

ابراہیم کا مصنف بھی مثنوی کو اسی نام سے یاد کرتا ہے۔۔۔۔۔ یہ مثنوی

اتنی مشہور ہوئی کہ ایک سال کے اندر ہی تذکروں میں اس کا ذکر آ گیا۔۔۔ چنانچہ

۱۸۰۱ء میں جب مرزا علی لطف نے تذکرہ گلزار، ابراہیم کا ترجمہ کیا تو اپنی طرف

سے انھوں نے نقاب محبت خاں کے حالات میں اضافہ کیا اور مثنوی کا نمونہ

بھی دیا۔“ (نگار اپریل ۱۹۵۵ء ص ۳۷)

منقولہ بالا اقتباس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ تذکرہ گلزار، ابراہیم میں صرف مثنوی کا ذکر ہے

اشعار درج نہیں ہیں اور یہ اضافہ مرزا علی لطف کا ہے۔ حالانکہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے اصلاً

تذکرہ گلزار، ابراہیم میں ۲۹ شعر مثنوی کے درج ہیں اور لطف نے یہیں سے ۲۸ شعر نقل کیے ہیں

اور ایک شعر نقل ہونے سے رہ گیا ہے وہ شعر یہ ہے۔

”جو دیکھیں آئینہ روہ ز خداں ز رخ زانو پہ دھرہ جائے حیراں“

یہاں اس امر کا بھی امکان ہے کہ ترجمے کے وقت مترجم کے پاس تذکرہ گلزار، ابراہیم کا کو نسخہ تھا

اس میں ۲۸ شعر ہی منقول ہوں۔

بھی تیار ہو چکا تھا اگرچہ آخری شکل اسے ۱۱۹۷ھ میں حاصل ہوئی جیسا کہ خود محبت کے کہے ہوئے تاریخ مصرع، عجب قصہ ہے اسرار محبت سے واضح ہوتا ہے۔

مثنوی اسرار محبت کے دستیاب قلمی و مطبوعہ نسخے۔

محبت خاں کی زیر تدوین مثنوی اسرار محبت کے کل چھ قلمی اور دو مطبوعہ نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ ان نسخوں کا تذکرہ دو حصوں میں کیا جائے گا۔ حصہ اول میں ان نسخوں کا اجمالی تعارف ہوگا جن سے بوجہ استفادہ نہیں کیا جاسکا۔ حصہ دوم ان نسخوں کے تعارف پر مشتمل ہوگا جن سے پہلے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور مثنوی کی تدوین میں مدد ملی گئی ہے۔

حصہ اول

(الف) قلمی نسخے

(۱) نسخہ لام پیدرام

یہ نسخہ رضا لاہوری رام پور کی ملکیت ہے۔ کتب خانے کے مخطوطات تک رسائی میں حاصل مشکلات کی بنا پر اس کے بارے میں ہماری تمام تر معلومات ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب کی فراہم کردہ اطلاعات پر مبنی ہے۔ جو کم و بیش انسخی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔
مہتید اور ترجمہ سے خالی یہ مخطوطہ اچھی حالت میں ہے۔ کتابت کے وقت عنوانات کی جگہیں غالباً بعد میں شنگرفی روشنائی سے لکھنے کے خیال سے خالی چھوڑ دی گئی تھیں۔ لیکن ان کی تکمیل کی نوبت نہیں آئی۔ یہ نسخہ دریائے عشق، بکٹ کہانی، مثنوی لطف، مثنوی الخضر، قصہ سوداگر بچہ اور بارہ ماسہ کے ساتھ جلد ہے۔ لیکن کتب خانے کے اندراج کے مطابق پوری جلد اسرار محبت کے نام سے موسوم ہے۔

(۲۱) نسخہ عقیل ۷ ع

یہ نسخہ پروفیسر سید محمد عقیل رضوی کے پاس تھا لیکن آج سے تین چار برس قبل ۱۹۹۰ء کے اس پاس، ایک ملاقات کے دوران موصوف سے استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اب ضائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہماری معلومات کا پہلا ماخذ ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک مضمون ہے جو ماہنامہ نگار، لکھنؤ کے اپریل ۱۹۵۵ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا اور جس میں ضمناً اس نسخے کا ذکر آگیا تھا۔ دوسرا ماخذ آپ کا تحقیقی مقالہ ”اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں“ ہے جس کے صفحہ ۱۱۵ کے حاشیے پر اس نسخے کا تعارف اور ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے: یہ قلمی نسخہ ۱۸۳۳ء کا لکھا ہوا ہے اور کرم خوردہ ہے اس لیے اکثر مقامات پر صاف نہیں پڑھا جاتا۔ اس کے اختتام پر یہ عبارت ہے۔

”تمت شد مثنوی اسرار محبت من تصنیف ذاب محبت خاں بخط خام نامام بندہ
عاصی پر معاصی حصر رام نرائن بتاریخ دوازہم ماہ دسمبر ۱۸۳۳ء مطابق آگہن سودی
پر یو ۱۱ بروز پنجشنبہ ۱۲۴۱ فضلی صورت یافت فقط لہ لہ لہ۔“

پروفیسر موصوف کی اطلاع کے مطابق اس قلمی نسخے میں کل ۵۸۸ اشعار تھے اور مقام قصہ ہنگرستان مرقوم تھا۔ حالانکہ تمام دستیاب نسخوں میں اشعار کی تعداد ۵۹۱ ہے۔ اور مقام قصہ کا نام ”جہنگ سیال“ لکھا ہوا ملتا ہے۔ متن کا یہ فرق غلط قرأت یا سہو کتابت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ ورق کی کرم خوردگی کے سبب یہ لفظ صحیح نہیں پڑھا جاسکا ہے اور ”جہنگ سیال“ ”ہنگرستان“ بن گیا ہے۔

(۲۲) نسخہ حیدر آباد ۷ ح

یہ نسخہ سرالار جنگ میوزیم میں محفوظ ہے۔ اس سے بھی ہنوز استفادے کی کوئی صورت نہیں نکل سکی۔

(۲۳) نسخہ حسرت موہانی (مطبوعہ) = حسرت

تلاش و نقص کے باوجود راقم الحروف کو یہ مطبوعہ نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔ لہذا اس کا براہ راست لے صیح لفظ مثنوی ہے یہ صیح قرأت ”حقیر“ ہونی چاہیے۔

مطالعہ نہیں کیا جاسکا۔ پروفیسر محسن گورکھ پوری نے اسی نسخے کو سامنے رکھ کر ”مثنوی اسرارِ محبت“ کے عنوان سے اپنا مضمون (مثنوی تنقیدی حاشیے مطبوعہ ۱۹۴۵ء اور نکات محسن مطبوعہ ۱۹۵۷ء) تحریر کیا۔ انہی کے الفاظ میں نسخہ مذکور کا تعارف درج ذیل کیا جاتا ہے۔

”حسرت موہانی نے ’مجموعہ‘ کے نام سے تین مثنویوں کا مجموعہ شائع کیا ہے۔ جس میں پہلی مثنوی ’سراپا سوز‘ ہے جو ملک الشعراء قاضی محمد صادق خاں اختر کی ہے۔ دوسری مثنوی یہی ’اسرارِ محبت‘ ہے جو نواب محبت خاں کے نام سے ہے۔ اور تیسری مثنوی آغا علی شمس لکھنوی کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام ’طلعت الشمس‘ ہے۔ مولانا حسرت نے اپنے مجموعہ میں مثنوی اسرارِ محبت کے بعد محبت کی ایک فارسی غزل بھی درج کر دی ہے جس کے دو اشعار یہ ہیں۔

گر کشش من اخترے داشتے یار بہ کرم گزرے داشتے
آنکہ جہاں را بہ نگہ زندہ کرد کاشش بہا ہم نظرے داشتے

حصہ دوم

(۱) نسخہ لاہور = لا

مثنوی اسرارِ محبت کا یہ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس کی فوٹو اسٹیٹ کلپی ہمارے سامنے ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

مخطوط نمبر ۸۷۴، صفحات ۶۹، مسطر سترہ سطری۔ خط نستعلیق اوسط نام کاتب ندارد اسنہ کتابت ۱۲۶۸ھ مخطوط مکمل اور اچھی حالت میں ہے۔

ابتدا۔ محبت نام اور ہر دل نکلیں ہے
محبت سے کوئی خالی نہیں ہے
اختتام۔ کہی تارِ سخن یہ اس کی صنعت
عجب قصہ ہے اسرارِ محبت

خاتمے پر ایک مختصر ترقیمہ بھی درج ہے،

”تمت تمام شد بتاریخ بیست و دویم شہرزی بج سنہ یکہزار و صد ہجری مقدسہ

علی صاحب صلواتہ وسلم

املا کی خصوصیات :- املا میں قدیم و جدید طرز نگارش کا امتزاج ملتا ہے۔ مثلاً
(الف) اچنباء، اچنبھا، جکوء، جھکو، دونو، دونوں، ترہ پ، ترپ، بعض جگہ ترپ
بھی ملتا ہے، مونہہ، منہ، اوس، اُس، ادھر، ادھر، لیکن ڈھونڈھ اور تھنبا کو جدید املا کے
مطابق ڈھونڈ اور تھنا لکھا گیا ہے۔

(ب) اک اور گ میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

(ج) یائے معروف اور یائے مجهول میں بھی امتیاز نہیں برتا گیا ہے۔

(د) وہاں، یہاں، واں، یاں

(ه) ٹ، ٹھ، ٹٹ، ٹٹھ

اغلاط کتابت :- غلطیوں میں املا کی چند غلطیاں بھی موجود ہیں۔ مثلاً بحر کو بہر منسوب کو
منسوب اور نٹھ کو نٹھ لکھ دیا گیا ہے۔ علاوہ ان میں تحریفات کی بعض مثالیں بھی دیکھنے کو مل جاتی
ہیں مثلاً گرم رفتار کو نرم رفتار (شعر نمبر ۱۶) بے تابی کو بے خوابی (شعر نمبر ۳۶) اور "سنے ہی کو
"سننے سے" (شعر نمبر ۳۹) بنا دیا گیا ہے۔

(۲) نسخہ کلکتہ = س

نواب محبت خاں محبت کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ ایذا ملک سوسائٹی کلکتہ میں محفوظ ہے۔
اس کے آخر میں مثنوی اسرار محبت بھی شامل ہے۔ مثنوی کا فوٹو اسٹیٹ ہمارے سامنے ہے۔
تفصیل حسب ذیل ہے۔

خطوط نمبر ۵۱-۵۲ (۵۱-۵۲) متن مثنوی کے صفحات ۴۲، مسطر پندرہ سطری، خط نستعلیق ادراک
سالم، نام کا تب اور سن کتابت ندارد، قیاساً محبت خاں کی وفات کے بعد کا تحریر شدہ معلوم
ہوتا ہے۔ لیکن متن کافی حد تک اعتبار کے قابل ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بعد مثنوی کی ابتدا صغرت محبت نام اور ہر دل نگیں ہے، سے ہوتی ہے
اور خاتمہ اس تاریخی مصرعے "عجب قصہ ہے اسرار محبت" پر ہوتا ہے۔

املا کی خصوصیات :- املا میں قدیم اور جدید انداز نگارش کا امتزاج ملتا ہے۔ مثلاً

(الف) تڑپہ، تڑپ، لوہو، اودھر، اُدھر، اوس، اُس، آپنی، آپہی، رولایا، رُلایا۔
معکوسی حرف "ٹ" پر کہیں چار نقطے لگائے گئے ہیں، کہیں دو نقطوں کے اوپر "ط" کا
نشان بنا دیا گیا۔ دو ایک جگہ صرف "ط" کا نشان ہی رکھا گیا ہے۔ اس کے برخلاف
دوسرے معکوسی حرف "ڑ" پر التزام کے ساتھ "ط" کا نشان بنایا گیا ہے۔

(ب) ک اور گ میں امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) یائے معروف اور یائے مجهول کا فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔

(د) یاں، واں کی بجائے یہاں، وہاں لکھا گیا ہے۔

نئے کا متن ایک حد تک نسخہ لاہور سے مماثل ہے لیکن خطوط املا کی غلطیوں سے پاک ہے
(۳) نسخہ کراچی ک

مثنوی اسرارِ محبت کا یہ قلمی نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی کی ملکیت ہے اور امانتاً قومی
عجائب گھر کراچی میں محفوظ ہے۔ اس کا فوٹو اسٹیٹہ ہمارے سامنے ہے۔ تفصیل حسب ذیل

۱ ہے۔
صفحات ۵۵، مسطر گیارہ سطری، خط نستعلیق، اوراق کرم خوردہ ہیں لیکن متن کی قرأت میں
دشواری نہیں ہوتی۔ نام کا تب لالہ مشکارام، سن کتابت ۱۲۴۴ھ "یا فاتح" ربیع الثانی
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تم بالخیبر کی سرخیوں کے بعد درجہ ہاری تعالیٰ۔۔۔ کے عنوان
سے مثنوی کی ابتدا اس مصرع "محبت نام اور ہر دل نگیں ہے" سے ہوتی ہے اور خاتمہ
اس تاریخی مصرع "عجب قصہ ہے اسرارِ محبت" پر ہوتا ہے۔ مثنوی کے آخر میں مندرجہ ذیل
مفصل ترقیم مع دوہروں کے موجود ہے۔

وتمت تمام شد مثنوی نواب محبت خاں ولد حافظ رحمت خاں در قصہ سسی پنو
فی اتار پنج دویم شہر سوال بروز چہار شنبہ بوقت چاشت بدستخط حقیر ورتقصیر لالہ
مشکارام ولد ذال چندمرقوم ساکن اصالت پور چاری پرگنہ۔۔۔۔ مضاف صوبہ

۱۔ یہ لفظ مثنوی ہے ۲۔ "شوال" ہے۔

دارالخلافت شاہجہاں آباد ۱۳۳۳ھ ہجری برائے خاطر داشت انخوندزادہ
خود قلمی شد فقط

قاریا برمن مکن چندیں عتاب مگر خطائے رفتہ باشد در کتاب
اں خطائے رفتہ را تصحیح کن از کرم والدہ عالم با الصواب اکذا
آخر میں کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، کراچی کی ہر کے علاوہ کتب خانہ عبدالحمید کی ایک ہر
ہے اور یہ ہر صفحہ نمبر پر بھی ہے۔

املا کی خصوصیات : املا میں قدیم طرز نگارش کے اثرات نمایاں ہیں مثلاً
(الف) ایدھر، ادھر، ادھر، دیوانا، دوانا، دیکھنا، دکھنا، بیگانا، بگانہ،
بھولانا، بھلانا، اوس، اس، اون، اُن لیکن پانوں، نیچہ، تڑپچہ، تھانب کو قدیم املا کے
برعکس پاؤں، نیٹ، تڑپ اور تھام لکھا گیا ہے۔
(ب) ک اور گ میں امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) یاے معروف اور یاے مجهول میں بھی فرق نہیں کیا گیا ہے۔
(د) یاں، وں کی بجائے یہاں، وہاں لکھا گیا ہے۔
(ه) "پڑھ" کو پھڑ اور پڑھتی "کو پھڑتی اور پتھر" بہتر لکھا گیا ہے۔
تحریر قیافت : نسخ کتابت کی غلطیوں سے پاک ہے لیکن متن میں جابجا تبدیلیاں مفرد
کی گئی ہیں۔ بطور ذیل میں چند مثالیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں :

تبدیل شدہ متن

اصل متن

- | | |
|-------------------------------|----------------------------|
| (۱) محبت میں نہ ہو پرواے عالم | (۱) محبت ۔ ۔ ۔ ۔ عالم |
| محبت ہی کرے رسواے عالم | محبت سے ہو پیدا ایک عالم |
| (۲) محبت اور ہی عالم دکھاوے | (۲) محبت ۔ ۔ ۔ ۔ دکھاوے |
| محبت غم دو عالم کا بھلاوے | محبت غم جہاں کا سب بھولائے |
| (۳) بے ہے یہ جہان عشق اسی سے | (۳) بے ہے اسی سے |
| کھلا ہے گلستان عشق اسی سے | درخشاں اختر عشق ہے اسی سے |

- (۴) جلے ہے ہر اس آتش میں ہر روز
یہی ہے برق کو بھی سوز آموز
- (۵) تو مضمون کہے اس قصے کا معلوم
یہ ہے منشور کہ تو اس کو منظوم
- (۶) یہ بات اتنی لیے تجھ سے کہی ہے
کہ مشق اس کی بہت تجھ کو رہی ہے
- (۷) عجب صورت کی وہ بستی ہے دلکش
کہ جس کو دیکھیے وہاں ہے پری و ش
- (۸) عجب کہ مشق رہی ہے
عجب دلکش
- درد دیوار اس کا ہے منقش

مندرجہ بالا ترمیم شدہ متن کتابت میں کی گئی دانستہ تحریفات کی واضح مثال ہیں۔

نسخہ مطبوعہ = مط

انیس صفحات پر مشتمل مثنوی اسرار محبت کا یہ نسخہ مطبع بیت السلطنت لکھنؤ سے چھپا ہوا۔ ایک عام بازاری ادیشن ہے۔ اس میں نہ تو ہتھم یا مالک مطبع کا کوئی اطلاعی بیان شامل ہے اور یہ مصنف کا نام اور سال طباعت جیسے ضروری امور کا اندراج ہی کیا گیا ہے۔ سرورق پر صرف یہ لکھا ہے:

”المنته اللہ کہ قصہ سسی پنومشی بہ مثنوی اسرار محبت در بیت السلطنت لکھنؤ مطبع شد“

اور آخری صفحے پر خاتمے کی عبارت یہ ہے۔

”اللہ الحمد والوقت کہ بعنایت ایزدنیچوں نسخہ اسرار محبت با تمام رسید“

پروفیسر مسعود حسن رضوی مرحوم نے اسی ادیشن کو سامنے رکھ کر مثنوی زیر بحث اور اس کے مصنف پر پہلا تحقیقی و تنقیدی مضمون (مشمول رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۳۱ء) پر رقم کیا تھا۔ چوں کہ کتاب میں کہیں مصنف کا نام نہیں ملتا لہذا قیاس اور قرینے کی مدد سے موصوف کو اسے محبت خاں کی تصنیف ثابت کرنا پڑا تھا۔

در اصل مثنوی کا یہ مطبوعہ نسخہ کسی وصف خاص کا حامل نہیں، قلمی نسخوں کے برعکس اس کا امتیازی وصف بس اتنا ہے کہ یہ ایک چھاپے خانے میں چھپا ہوا ہے اور اس کے

وضوح و حاشیے دونوں میں مثنوی کے اشعار درج ہیں۔ جہاں تک صحت متن و املا کا تعلق ہے، اسے غلط نویسی کا ایک مثالی نمونہ اور کسی حرف قلمی نسخے کا نمائندہ کہا جاسکتا ہے۔ املا کی خصوصیات : املا میں عام طور پر خطی نسخوں کے طرز نگارش کی اتباع کی گئی ہے مثلاً۔

(الف) اودھر، اُدھر، اوس، اُس، دیوانا، دوانا، جستی، جسے، جس سے، اوسی اوستے۔ اس سے، دیکھانا، دکھانا، بھولایا، بھلایا، پھولایا، پھلایا، تھانبا، تھام وغیرہ لیکن پانوں، تڑپہ اور پنٹھ کو جدید املا میں پاؤں، تڑپ اور پنٹ لکھا گیا ہے۔ (ب) نو ن غنہ پر التزام کے ساتھ نقطہ لگایا گیا ہے۔

(ج) یاے معروف اور یاے مجهول میں امتیاز کے تذکیر و تانیث کا فرق دور نہیں کیا گیا ہے۔

(د) یاں، واں کی جگہ یہاں وہاں لکھا گیا ہے۔

(ه) دو چشمی (ه) کی جگہ کہنی دار (ہر) کا استعمال کیا گیا ہے جیسے تھی (تھی) بہر (بہر) لکھا گیا ہے انھیں تھی اور بہر بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(و) لفظ کو توڑ کر لکھنے کی مثالی بھی مل جاتی ہے۔ جیسے اٹھتی بجائے اٹھتی۔

(ذ) گاف پر دوم کو لگا کر (قدیم طرز تحریر کے برعکس) اسے ک سے میز کر دیا گیا ہے۔

اغلاط کتابت و کتابت میں کاتب کی کم سواد کی نمونے بھی جاہر جادیکھنے کو مل جاتے ہیں۔ جیسے پونچھے، پہنچے، جہنگ خلخال، جھنگ خلخال، بہر، بحر، پیٹتا، پیٹنا، انکڑیاں، انکھڑیاں، باقی، باتیں وغیرہ

شرح الفاظ : غالباً قاری کی سہولت کی غرض سے کاتب نے بعض لفظوں کی شرح بھی کر دی ہے۔ مثلاً "تانی" صٹ کے نیچے "مصور" اور "ذم" صٹ کے اوپر "گمان" لکھ دیا ہے۔

طریقہ کار

مثنوی کی تدوین میں جن امور پر بطور خاص توجہ دی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

- (۱) تدوین میں براہ راست چار نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ وہ نسخے ہیں۔
(۱) نسخہ لاہور، لا (۲) نسخہ کلکتہ، س (۳) نسخہ کراچی، ک (۴) مطبوعہ نسخہ، مط
- (۲) ان میں اول الذکر دونوں کو بوجہ اساسی حیثیت حاصل رہی ہے اور کتاب میں انہی کے متن کو ترجیح دی گئی ہے اور بقیہ دو کے اختلافات پا ورق میں درج کر دیے گئے ہیں۔
متن کو حق البوسع حریفات و ترمیمات سے پاک اور "منشائے مصنف" سے قریب تر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- (۳) قدیم انداز تحریر میں یا بے معروف اور یا بے مہول کے درمیان عدم تفریق کی بنا پر بسا اوقات تذکیر و تانیث کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے تمام اشتباہات حتی الامکان دور کر دیے گئے ہیں۔
- (۴) الفاظ کے قدیم املا کو، وزن شعر میں فرق و تاق نہ ہونے کی صورت میں موجودہ املا سے بدل دیا گیا ہے مثلاً، ایدھر، اودھر، جیدھر، اوس، ایک، پہونچنا وغیرہ کو ادھر، ادھر، جدھر، اس، اک اور پہنچنا بنا دیا گیا ہے۔ لیکن جہاں اس تبدیلی سے شعریا مصرع کا وزن و آہنگ متاثر ہوتا ہے وہاں قدیم املا برقرار رکھا گیا ہے۔
- (۵) قدیم طرز تحریر میں "یہاں"، "وہاں" کو عام طور پر "یہاں"، "وہاں" لکھا جاتا تھا اور یہاں وہاں بروزن "ناں" پڑھا جاتا تھا۔ دیاں، واں دراصل انہی لفظوں کی تبدیل شدہ صورتیں ہیں، سودا و میر سے لے کر غالب کے زمانے تک ان لفظوں کا یہی املا اور تلفظ رائج تھا۔ زیر نظر مثنوی میں ایسے تمام مقامات پر "یہاں"، "وہاں" لکھ کر اشعار کی موزونیت برقرار رکھی گئی ہے۔ اس کے برخلاف "یہاں"، "بروزن" کہاں، پوری مثنوی میں چند اشعار میں نظم ہوا ہے چنانچہ ان موقعوں پر اسے رائج الوقت املا کے مطابق ہی لکھا گیا ہے۔

اور لفظ "نہیں" اس مثنوی میں متعدد بار آیا ہے لیکن صرف دو جگہ موجودہ املا کے مطابق تحریر کیے جانے کے باوجود "کیں" کے وزن پر نظم کیا گیا ہے اس لیے ہم نے اسے ان دو جگہوں پر "نہیں" بنا دیا ہے۔

(۶) ایسی قراتیں جو اس دور کے تلفظ کی ناسندگی کرتی ہیں، بدستور باقی رکھی گئی ہیں جیسے تڑپہ۔

غالب کے زمانے تک تڑپہ کا املا یہی تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں تڑپہنا "ترجمہ ہے "تہیدن" کا املا یوں ہے، نہ تڑپنا۔ بائے فارسی اور نون کے درمیان ہائے مخلوط تلفظ ضرور ہے۔" خطوط غالب ص ۱۳

(۷) قدیم انداز تحریر میں نیز ضروری اعلان نون کے سبب بھی شعروں کی قرات میں دشواری ہوتی تھی۔ زیر تدوین مثنوی کے قلمی نسخوں کے علاوہ مطبوعہ نسخے میں بھی نون غنہ پر نقطوں کا التزام کیا گیا ہے۔ چنانچہ متعدد اشعار ناموزوں ہو گئے ہیں۔ ایسے تمام مقامات کی اصلاح کر دی گئی ہے۔

(۸) قدیم طرز املا میں "ک" اور "گ" دونوں حروف کے لیے ایک ہی مرکز رائج تھا۔ نتیجتاً "کل" کو "گل" "کو" کو "گو" "کام" کو "گام" یا ان کے برعکس پڑھا جانا معمولات قرات میں شامل تھا۔ لیکن آج مرتب کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے تمام مقامات پر "ک" اور "گ" کے فرق کو واضح کر دے۔ زیر نظر مثنوی میں گاف پر دو مرکز لگا کر اس طرح کے اشتباہات دور کر دیے گئے ہیں۔

نسیم احمد

شعبہ اردو

بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

مثنوی اسرار محبت

۱۔ محبت نام اور ہر دل نگیں ہے	محبت سے کوئی خالی نہیں ہے
۲۔ جو سمجھو ذات مطلق فی الحقیقت	محبت ہے، محبت ہے، محبت
۳۔ محبت بونے گل، گل ہے محبت	محبت جزو اور کل ہے محبت
۴۔ محبت باطن اور ظاہر محبت	محبت اول اور آخر محبت
۵۔ محبت سے مزے کیا کیا ہوں در پیش	محبت ہے نمک ریز دل ریش
۶۔ محبت ہی سے بھڑکے گلشن دل	محبت ہی سے برق خرمین دل
۷۔ محبت سے ہر اک ہو مست و مدہوش	محبت ہی کرے از خود فراموش
۸۔ محبت ہی سے نکلے آہ جاں سوز	محبت دل کو دے داغ دل افروز
۹۔ محبت چشم کو دے اشک باری	محبت دل کو سوئے بے قراری
۱۰۔ محبت میں نہ ہو پرواے عالم	محبت ہی کرے رسواے عالم
۱۱۔ محبت اور ہی عالم دکھاوے	محبت غم دو عالم کا بھلاوے

۱۲۔ محبت نے کیا کتنوں کو برباد
محبت میں موئے مجنون فرہاد

۱۔ نام در دل نہ نگیں (مط)، لکے ظاہر اور باطن (ک)، باطن و ظاہر (مط)،
اول و آخر (ک، مط)، لکے محبت سے ہی بھڑکی (مط)، محبت ہی سے برق دکا (مط)،
لکے محبت سے ہو ہر ایک (مط)، محبت ہی سے ہوا خود (مط)،
لکے سوئے داغ داری (مط)، لکے محبت ہے ہو پیدا ایک عالم (ک)،
لکے غم جہاں کا سب بھلاوے (ک)،

در بیان جذبہ محبت

۱۱۳	رکھے ہے جذبہ صادق محبت	کرے معشوق کو عاشق محبت
۱۱۴	محبت ہی سے ہو بے تاب بلب	محبت ہی سے ہو بکھرے دل گل
۱۱۵	محبت ہی سے قمری جان کھودے	محبت بار دل شمشاد کو دے
۱۱۶	محبت سے تن پر دانہ ہو خاک	محبت کر دکھاوے شمع کو خاک
۱۱۷	کرے بے خود سودے ہے محبت	خدا جانے کہ کیا شے ہے محبت
۱۱۸	محبت سے ہر اک جیوں ہے لبریز	محبت سے خم گردوں ہے لبریز
۱۱۹	کہوں کیا میں کہاں تک ہے محبت	زمین سے آسمان تک ہے محبت
۱۲۰	محبت کا نہ جوں گل جس میں ہو رنگ	وہ دل ہے بے محبت بدتر از سنگ
۱۲۱	محبت دل کو کر دیوے دو اے	محبت ہی سے ہوا اپنا بیگانہ
۱۲۲	محبت ہی دلوں میں سب کے درد	نہ ہو جس کو محبت وہ ہے بے درد
۱۲۳	محبت جلوہ گر ہے یہاں ہر اسلوب	محبت ہے غرض نام خدا خوب
۱۲۴	کھلا ایسا ہے بستانِ محبت	یہ چھو لا جس سے ریمانِ محبت

۱۱۳ فکرے دل گل (مط) ۱۱۴ دل پر دانہ ہو چاک (مط) ۱۱۵ جو گل (ک) ۱۱۶ سب کو دے (ک) ۱۱۷ ہے وہ ہے درد ۱۱۸ پھلا ایسا ہی (مط)

- ” در نعت سید المرسلین ، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم “ ۱
- ۲۵ محمد مصطفیٰؐ، رنگِ گلِ عشق وہ زلفِ اُس کی، بہارِ سنبلِ عشق
 ۲۶ کیا معشوق ہو کر اُس نے طے عشق اُسی کو عشق ہے، عدا در عشق ہے، عشق
 ۲۷ وہی مصدوق صادق اور وہی عشق وہی معشوق عاشق اور وہی عشق
 ۲۸ وہی ہے آفتابِ انورِ عشق ، اسی سے ہے درخشاں اخترِ عشق
 ۲۹ وہی ہے نورِ شمعِ حسناء عشق ہر اصحابِ اُس کا ہے پروانہ عشق
 ” در منقبت جناب امیر المؤمنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ “ ۲
- ۳۰ اُسے ہے عشق جو نفسِ نبی ہے اسے ہے عشق جو مولیٰ علی ہے
 ۳۱ کہ وہ مشکل کشا ہے قابلِ عشق ہوئی اُساں اُسی سے گلِ عشق
 ۳۲ بے ہے یہ جہانِ عشق اُسی سے بکھلا ہے گلستانِ عشق اُسی سے
 ۳۳ رکھ اُس بھر دلایت سے ہر عشق کہ ہے وہ آبرو سے گوہرِ عشق
 ” در بیان اسرارِ عشق “ ۳
- ۳۴ بیاں کرتا ہوں اب اسرارِ عشقِ آہ عجائبِ رنگ کے ہیں کارِ عشقِ آہ
 ۳۵ نہ چھوڑے پر نہ چھوڑے جانِ دلِ عشق کہ ہے غارت گریمانِ دلِ عشق
 ۳۶ یہ آتش کب بجھے ہے لگے جاگن اس آتش نے جلایا اک جہاں کو

- ۲۵ ” در زلفِ الام “ در زلفِ ان کی اک ، بہاری سنبلِ مطہ ، ۲۵ اُنہی کو عشقِ دک ،
 ۲۶ ” معشوق عاشقِ دک “ ۲۶ ہر اصحابِ ان کا دک ، ۲۶ مایلِ عشقِ دک ،
 ۲۷ ” درخشاں اخترِ عشق ہے اسی سے دک “ ، بہر دلایتِ دک ،
 ۲۸ ” یہ کب آتشِ مطہ “ جلایا جگ جہاں کو دک ،
 ۲۹ ” در نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم “ ، در نعت حضرت سید المرسلین ، مطہ ،
 ۳۰ ” عنوانِ نذرِ دک “ در منقبتِ امیر المؤمنین امامِ المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مطہ ،
 ۳۱ ” در بیان اسرارِ عشق و تاثیرِ کردنِ میگوید (ک) ”

یہ آتش ہے، یہ آتش ہے، یہ آتش	سبھی کچھ ٹھونک دے جیہر ہو کر شش	۳۷
تو یہ بھڑکے کہ قدموں سے گزر جائے	یہ آتش جس کے سر پر شمع سماں آئے	۳۸
نہیں اس آگ سے خالی دل سنگ	یہ آتش سب میں چکے ہے بہ ہر رنگ	۳۹
تو دم میں تو تیا کر دے جلا کر	یہ آتش کوہ میں بھڑکے جو آکر	۴۰
اٹھے دم بہ دم دریا سے بھی دود	یہ آتش وہ کہ ہے پانی میں موجود	۴۱
دل مہ ہے اسی آتش سے داغی	نہ کیوں کر شمع دے اس کو چراغی	۴۲
یہی ہے برق کو بھی سوز آموز	جلے مہر اس آتش میں ہر روز	۴۳
کہ ہے جس کا نمونہ نگرہ نار	غرض آتش ہے یہ ایسی شرور بار	۴۴
زمین پر آسماں سے آگ ہر سے	ادھر پہنچے جو یہ آتش ادھر سے	۴۵
غرض یہ آگ ہے سوزِ محبت	بیاں کس سے ہو اس آتش کی حرمت	۴۶

در بیان تاثیر محبت

محبت کی ہے دور از عقل تاثیر	نہ ہو دستِ تعقل سے یہ محرمیر	۴۷
تو بھر کے شمع کا بھی رشتہ جاں	جو اک پروانہ دے جی ہو کے قرباں	۴۸

۳۷ طوتیا رک، طوطیا (مط)، ۳۸ دریا سے یہ دود (مط)،
 ۳۹ عا جلے دیہر اس آتش سے ہر روز رک، آتش سے (مط) آتش یہ ہے رک،
 ۴۰ ۴۱ ۴۲ بیان کس سے ہو اس آتش کی حرمت (مط)

- ۵۹ اگر بمل نہ تنگ آرام پاوے
توغنیہ بے کلی سے تنگ آدے
- ۶۰ چکو ایک ہو جو بے تانی سے نکلے
تو پھر بدر فلک گھٹ جائے وہیں
- ۶۱ جو درد دل سے بدلے رنگ جربا
تو ہو خورشید غرقِ خوں سراپا
- ۶۲ رگ مجنوں پہ جب نشتر لگایا
وہیں لیلیٰ کا خوں جوشش میں آیا
- ۶۳ اثر دیکھا عجب اُس کا میں صادق
نہ معشوق اس سے چھوٹے بڑے عاشق
- ۶۴ محبت نے بہت بے جاں کیے ہیں
کہوں کیا جو جو کارستاں کیے ہیں
- ۶۵ انہیں میں سے یہ ایک افسانہ عشق
بیاں کرتا ہوں میں دیوانہ عشق
- دُر ذکر فرمائش صاحبِ والا مناقب، قدردانِ مخلصانِ مہر جانسنِ حنا، لے
- ۶۶ کہ فرمائش ہے یہ اک نکتہ داں کی
شفیق و قدردانِ دہسرباں کی
- ۶۷ وہ ایسا صاحبِ والا مناقب
کہیں والا مناقب جس کو صاحب
- ۶۸ وہ مثلِ جان و عالمِ جملہ تن ہے
تجھی نام اس کا مہر جانسن ہے
- ۶۹ لگا دے ہوش اس جاوہِ سخن داں
جہاں ہو عقل کی بھی عقلِ حیراں
- ۷۰ کہا دے کیوں نہ مرزایاں وہ حنا
کہ ہے خورِ رنگستاں وہ صاحب

۷۱ چکو را ایک دلا، جائے وہ ہیں لا، گھٹ جاوے رک، مطم، ۷۱ عکہ تو خورشید ہو
غرقِ خوں میں سراپا، اثرِ قِ خوں، مطم، ۷۱ رگ لیلیٰ پرک، وہیں خوں کا دک، ۷۱ عجب
میں اُس کا مطم، ۷۱ کیا میں جو دلا، ۷۱ مہربان و قدردانِ دلا، ۷۱ سہی نام، مطم،
۷۱ در بیان سبب تصنیف کتاب میگوید، رک، دُر ذکر، قدردانِ دوستاں،
مہر جانسن صاحب سلسلہ اللہ تعالیٰ (مطم)

۴۱	رقم کچھ اس کی خوبی ہو جو ہم سے	تو ہو کار فرنگ اپنی قلم سے
۴۲	سراپا اُس کو کیا کہیے کہ کیا ہے	وہ اک ذہنِ ذکا، طبعِ رسا ہے
۴۳	سادے دل ویراں میں بستی	ہے اُس میں شیوہ عاشق پرستی
۴۴	روا عاشق کی کردے احتیاج آپ	نہ کیوں کر وہ کہ ہے عاشق مزاج آپ
۴۵	زبس ہے مجھ میں اور اُس میں محبت	بہم آپس میں تھے ہم گرم صحبت
۴۶	سدا بزمِ طرب تھی وہاں مہیا	سدا رہتا تھا مجمع گلِ رُخوں کا
۴۷	قضا را یہ ہوا اک روز مذکور	کہ افسانہ ہے اک دلچپ مشہور
۴۸	وہ قصہ سنی اور پتھر کا ہے گکا	اگر منظوم ہو جاوے تو اچھا
۴۹	کہی القصہ پھر بندے سے یہ بات	اگر ضائع نہ ہوے اس میں ادیتا
۵۰	تو مضمون کر کے اس فحشہ کا معلوم	یہ ہے منشور، کر تو اس کو منظوم
۵۱	یہ بات اتنے لیے تجھ سے کہی ہے	کہ عشق اس کی بہت تجھ کو رہی ہے
۵۲	تجھے اس عشق کے ہیں کار معلوم	
	محبت کے ہیں سب اسرار معلوم	

۴۳ دل ویراں والا، ۴۴ احتیاج اب رکھنا، مزاج اب رکھنا،

۴۶ بزمِ طرب تھا والا، وہاں تھی رک، ۴۷ دلچپ و مشہور (سط)

۵۰ یہ ہے مشہور رک، ۵۱ یہ بات اس واسطے تجھ سے رک،

۴۳	پیا ہے تو نے بھی جامِ محبت	سرا پا تو ہے ہم نامِ محبت
۴۴	ترے اشعار سن کر سب سخنِ واں	محبت کا اُسے کہتے ہیں دیواں
۴۵	پس اس قصے کا جلدی فکر کر تو	اُسے منظوم کر کے دے تو مجھ کو
۴۶	سو اُس کی رغبتِ دل کر کے معلوم	کیا میں نے اس افغانے کو منظوم
۴۷	عجب قصہ عجب ہے کہانی	کہ سن کر جو دلِ فو لاد پانی
۴۸	عجب کیا ہے مری سُن کر یہ تقریر	بہاؤے اشکِ خونی چشمِ تصویر
۴۹	سمجھتا ہی نہ ہووے جو دمِ سرد	جگر سے وہ بھی کھینچے آہِ پردرد
۵۰	نہ ہو خلقت میں جس کے عشقِ زہار	اُسے بھی زندگی ہو جائے دشوار
۵۱	عزیز و واکیا کروں اس کا بیاں ہاے	کہ مر جانے کی ہے یہ داستانِ ہاے

تعارفِ ملکِ جھنگ سیال

۵۲	عجائب اس کہانی کا ہے مذکور	کہ ہے گا جھنگ سیال اک ملکِ شہور
۵۳	بنایا حق نے ایسا مکان کو	کہ جس پر رشک ہے باغِ جناں کو
۵۴	بہارِ اُس ملک کی لکھنی ہو دشوار	
	کردل پیدا نہ جب تک خطِ گل زار	

۵۵ بس (مط)، ۵۶ ان کی رغبت (مط)، ۵۷ جس کو عشقِ اک،
۵۸ رشک سے ہو (س)

۵۵	سواد اس رنگ ہے اُس کا نایاں	۵۵	نخل ہو دیکھ جس کو زلفِ خواں
۵۶	عجب صورت کی وہ بستی ہے دلکش	۵۶	کہ جس کو دیکھیے وہاں ہے پری کش
۵۷	نہ دیکھا کوئی گھر اب کہ نت وہاں	۵۷	نہ لہر آتا ہو بحرِ حسنِ خواں
۵۸	ہر اک گھر خانہ آئینہ رویاں	۵۸	نگہِ جس کی پڑے رہے جابے جیاں
۵۹	دکھائی اس طرح دیوے نظر کو	۵۹	مرقعِ جس طرح تصویر پر کا ہو
۶۰	غرض وہ عشق خیز ایسی زمیں ہے	۶۰	کوئی وہاں عشق سے خالی نہیں ہے
۶۱	خصوصاً تھا وہاں اک خانہ عشق	۶۱	سب اُس گھر کے ہوئے دیوانہ عشق
۶۲	بہ ظاہر گرچہ تھی وہ آپ محبوب	۶۲	وے باطن میں تھی الفتِ مستحب

دو شروع داستان و تعریفِ جمالِ سستی و بیانِ عشق اولہ

۹۳	شروع داستان اب یہاں سے کیجیے	۹۳	نہایت طولِ قلم کو نہ دیجیے
۹۴	کہ تھی اک بہر اُس گھر میں پری زاد	۹۴	موتی ہو عشق میں رانجھا کے ناشاد
۹۵	اُسی کی غیرتِ نخل اک بیعتی	۹۵	کہ جس کا نام ہے شہورِ سستی
۹۶	نہ اُس کے حسن کی گرمی بیاں ہو	۹۶	اگر تنِ شمع سا سارا زباں ہو

۵۵ سوا اس رنگ ہے اُس کا نایاں (مط) دیکھتے دس ہزار دو دیوار اس کا ہے نقشِ اک
 ۵۶ عجب صورت کی وہ بستی ہے دلکش (مط) خانہ آئینہ رویاں (مط) نگہِ جس پر پڑے اک (مط) عشق
 ۵۷ نہ دیکھا کوئی گھر اب کہ نت وہاں (مط) وہاں باطن (مط) عشق بیاں سے کیے (مط)
 ۵۸ ہر اک گھر خانہ آئینہ رویاں (مط) اچھ محبوب اک (مط) نام تھا اک (مط)
 ۵۹ دکھائی اس طرح دیوے نظر کو (مط) موتی ہو عشق میں رانجھا کے ناشاد (مط)
 ۶۰ غرض وہ عشق خیز ایسی زمیں ہے (مط) اُسی کی غیرتِ نخل اک بیعتی (مط)
 ۶۱ خصوصاً تھا وہاں اک خانہ عشق (مط) نہ اُس کے حسن کی گرمی بیاں ہو (مط)

۱۔ عنوان : — آغاز داستان و تعریفِ حسنِ سستی می گوید اک
 در شروع داستان (مط)

۹۷ وہ کا جس کی دج کی کہیے کی تھی سراپا عشوہ و ناز و ادا تھی
 ۹۸ غرض تھی روشنی نہ وہ شمع سب اس کے گرد تھے پروانہ سان مع
 ۹۹ یہ گرنی حسن کی اس ناز میں پر کہ گویا جہر اُتر آیا زمیں پر
 ۱۰۰ سراپا چلا ہٹ میں تھی یہ غرق نہ رہتی ایک دم پسلی وہ جوں ہنق
 ۱۰۱ جو اس کی دیکھتی وہ آن شیریں خدا شیریں بھی کرتی جان شیریں

در بیان سراپا

۱۰۲ سراپا کیا لکھوں اس شمع رو کا کہ تھی وہ حسن کا شعبہ سراپا
 ۱۰۳ عیاں یوں موے سر تھے عنبر آلود کہ جیسے شمع کے شعلے پہ ہر دود
 ۱۰۴ ہر اک مو اس طرح کا دم خوبی بلا گرداں ہو جس پر شاہم خوبی
 ۱۰۵ یہ کافر تھی درخشاں اُن میں وہ مانگ دل مجنوں کو جو پسلی سے لے مانگ
 ۱۰۶ دوپٹا چاند تارے کا زری باف ق جو اوڑھے تھے کراہنی پٹیاں منا
 ۱۰۷ سما ہوتا تھا یوں، جیسے فلک پر شب دیکھو میں چمکے ہیں اختر

ق

۱۰۸ گندھی چوٹی نظر اس شکل آدے کہ جوں مار سیہ لہریں دکھاوے

۹۷ عشوہ ناز والا، عتہ سراپا چلا ہٹ دک، عتہ اسی کی دیکھتی، بزرگ
 خدا شیریں تھی دک، عتہ سراپا کیا لکھوں دس، اس شعلہ رو کا دک،
 عتہ دل پسلی کو جو مجنوں سے لے مانگ والا، مجنوں کو پسلی جو لے دک،
 عتہ دُپٹا دس، عتہ کوندی دس، کوندی دس، ک جیوں دس،

۱۰۹ بہت سے تھا دلوں کا اُس میں ممکن
 ۱۱۰ پریشیاں رخ پہ یوں زلفیں تھیں یکسر
 ۱۱۱ نگہ بدر فلک کر اس جس پر
 ۱۱۲ جس سے ہو سکا اُس کا نہ ہم سر
 ۱۱۳ یہ خوں ریزی پہ بھی ابرو پہ ختم ق
 ۱۱۴ نہ ہوتا گشت گاہ کا کس طرح ڈھیر
 ۱۱۵ مہ نو کو اس ابرو سا کہوں کیا
 ۱۱۶ کہ پکڑیں جس کے آگے کان گل رد
 ۱۱۷ وہ بحر حسن گر دریا پہ جاوے
 ۱۱۸ وہ کھپا انکھڑیاں تھیں صورت جام
 ۱۱۹ ہے اُن کے آگے جام اک چشم بے نور
 ۱۲۰ نگہ کافروہ جس سے آگے لڑجے
 تو گو یا اس پہ اک بجلی سی پڑجے

۱۰۹ چنبا، ۱۱۰ زلفیں تھیں، ۱۱۱ خوں ریزی میں تھی، ۱۱۲ کر قتل، ۱۱۳ اس کا، ۱۱۴ ابرو سے کہوں، ۱۱۵ جس آگے، ۱۱۶ و بحر حسن، ۱۱۷ مدد، ۱۱۸ بحر حسن، ۱۱۹ جب دریا پہ جاوے، ۱۲۰ ابرو سے، ۱۲۱ انکھڑیاں، ۱۲۲ مدد، ۱۲۳ ہے اک، ۱۲۴ د، ۱۲۵ انکھڑیاں بے چشم، ۱۲۶ انکھڑیاں، ۱۲۷ مدد، ۱۲۸ نظر کافروہ،

- ۱۲۱۔ کرے مڑگاں جھپک کر کچھ ہو تقریر
 ۱۲۲۔ یہ گرمی اس کے رخ پر جس کی کر دید
 ۱۲۳۔ رخ اُس کا گرچہ شعلہ حسن کا تھا ق
 ۱۲۴۔ ولے بھڑکے تھا ڈونا گر کر دغور
 ۱۲۵۔ وہ بینی اس مہر دل جو نے پائی ق
 ۱۲۶۔ نہ لانا تانی ہو کیوں کر فی الحقیقت
 ۱۲۷۔ دلوں کے پار ہووے دستہ تیر
 ۱۲۸۔ جلے تھا آتشِ حسرت سے خورشید
 ۱۲۹۔ نظر کو خیرگی ہو جس سے پیدا
 ۱۳۰۔ جھپک سے دامن مڑگاں کی فی الفور
 ۱۳۱۔ کہ جس نے اُس کو خود بینی سکھائی
 ۱۳۲۔ کہ ہے وہ سایہ انگشتِ وحدت

ق

- ۱۲۷۔ بلندی حسن کی بینی دکھاوے
 ۱۲۸۔ اور اُس کی نتھ کا یہ پیارا ہے حلقہ
 ۱۲۹۔ وہ موتی اور وہ جنتی دیکھیے جب
 ۱۳۰۔ لبِ لعل اُس کے سے شرمندہ ہو بھال
 ۱۳۱۔ وہ دندانِ آب دار اُس سیم بر کے
 ۱۳۲۔ کہوں کیا خوبی لب کی میں تقریر
 ۱۳۳۔ قیامت اُس پہنچی مستی کی تحریر
 ۱۳۴۔ پھر ٹک نکتوں کی دل کو تمللاوے
 ۱۳۵۔ کہ گویا حسن نے مارا ہے حلقہ
 ۱۳۶۔ تو گویا میں وہ یک جان و دو قالب
 ۱۳۷۔ چھپا جاسنگ میں لعلِ بدخشاں
 ۱۳۸۔ کہ سوراخ اُن سے ہے دل میں گھر کے

۱۲۷۔ وہ تقریر (ک)، پار ہوویں (ک)،

۱۲۸۔ جیسے پیدا (ک)،

۱۲۹۔ جھپک (س لا)،

۱۳۰۔ دندان (مط)،

۱۳۱۔ کہوں کیا خوبی (ک)،

۱۳۳ تبسم میں نظر اس رنگ وہ آے کہ غنچہ جیسے نافرماں کا کھل جاے

ق

۱۳۳ وہ تنگی دہن گر دیکھ پاوے
 ۱۳۵ زباں کھولوں اگر وصف دہاں پر
 ۱۳۶ کوئیں کیا کیا جھکاوے عشق اے آہ
 ۱۳۷ جو دیکھیں آئندہ وہ زخداں
 ۱۳۸ کوئی عجب کی کیا خوبی بتاوے
 ۱۳۹ نہیں گردن کی کچھ تعریف ہوتی
 ۱۴۰ یہ ساعد پر نزاکت تھی نمودار
 ۱۴۱ کلائی یہ کہ گویا وہ کلائی
 ۱۴۲ جنا سے سرخ تھا یوں پنجہ ماہ

ق

۱۴۳ بھلا دوں کس سے نسبت اُن کچوں کو
 ۱۴۴ عیاں وہ گلشن خوبی میں تھیں یوں
 ۱۴۵ جو میداں حسن کے سے لے گئیں گو
 ۱۴۶ کہ جیسے دو انار اک شاخ میں ہوں

۱۳۳ وہ تنگی دہن کی گرس، جو تنگی دہن کی گرس (مط)

۱۳۵ سخن ہو جاوے کم (مط)

۱۳۶ کوئی کیا کیا (لا، س، اک)

۱۳۷ جو دیکھے (مط) رہ جاے (مط)

۱۳۸ گل کی بہ نسبت (ک)

۱۳۹ کلا ہی یہ (ک)

۱۴۲ کہ جو (ک)

- ۱۴۵ غلط ہے یہ، انار ایسے کہاں ہیں
 ۱۴۶ یہ گوری گول او پچی پیاری پیاری
 ۱۴۷ چلے خوباں میں جب وہ دھجج بدل کر
 ۱۴۸ اگر دیکھے اُنھیں نامرد ذاتی
 ۱۴۹ بہارِ سخن کو ناف اُس کی دے آب
 ۱۵۰ کہوں وصفِ کمر کو کیا ہے امکاں
 ۱۵۱ کروں کیا ظاہر اب وصفِ ہاں کو
 ۱۵۲ مگر زانو پہ تھی ایسی صفائی
 ۱۵۳ جو وصف اُس ساقِ سیمیں کا سن ہے
 ۱۵۴ کہوں اس پشتِ پاسا کیوں کے مہ کو
 ۱۵۵ کفِ پا پر نہ وہ رنگِ جنا تھا
 وہ قمرِ حسن کی دُو بُرجیاں ہیں
 کہ جو دیکھے کرے جی اُن پہ داری
 تو پھر رہ جائیں سب ہاتھ مل کر
 عجب کیا وہ بھی کوٹے اپنی پھاتی
 کہے وہ بُرِ خوبی کا گمِ داب
 کہ کب محسوس ہوتی ہے رگِ جاں
 حیا کہتی ہے تمام اپنی زباں کو
 کہ جوں آئینے میں دے مہنہ دکھائی
 بہ حیرت شمعِ رو رو سر دھن ہے
 مقابل اُس کے جو دے مہنہ تو دیکھو
 کسی عاشق کا خوں پالو دل بڑا تھا

ق

- ۱۵۶ قدرِ موزوں وہ جب اپنا دکھا جائے
 اور اُس کی فُتُنِ قِ پائیک نظر آئے

- ۱۴۵ (خوبوں میں رک)
 ۱۴۶ (دیکھے اسے رک)
 ۱۵۰ (کمر کو کیا ہے رک)
 ۱۵۱ (تغائب دھڑ)
 ۱۵۲ (کہ جو آئینہ رک) میں منہ دے دکھائی (لا)
 ۱۵۳ (بہ حیرت شمع دھڑ)
 ۱۵۶ (اور اس میں فرق کر پائیک نظر آئے رک)

- ۱۵۷ تو حیرت سے ہوں سب کو پر یکھے
۱۵۸ بھٹک خلائی کی تھی کیا قیامت
۱۵۹ کہوں کیا فو بیاں اُس رشک گل کی
۱۶۰ جو ہو ملک فرض گل پر گرم رفتار
۱۶۱ یہ زرق و برق اور یہ غرق زیور
۱۶۲ ہر وقت شام گر وہ بام پر آے
۱۶۳ نہ سچ دھج اُس کی ہومانی سے خرید
۱۶۴ بھی حیرت سے اُس کے نمودار
۱۶۵ یہ گرمی اُس کے تھی ہر اک سخن میں
۱۶۶ شرف رکھتی تھی یہ اپنے محل میں
۱۶۷ اگرچہ حسن میں تھی آپ یکتا
۱۶۸ تو بس اتنے لیے وہ غیرت اور
حسن و عشق تھی معروف و مشہور

- ۱۵۷ تن شمشاد (مط)
۱۵۸ خلائی کی کیا تھی اک، بھٹک (لا)، جھٹک (مط)، مگر، ہووے جس سے برپا
قیامت (ک)
۱۵۹ رنگ گل کی (لا)، نزاکت اور صفائی (مط)
۱۶۰ نرم رفتار (لا)
۱۶۲ وہیں خورشید (ک)، (لا، مط)
۱۶۳ وگوا (ک)
۱۶۴ اگرچہ عشق میں (ک)
۱۶۸ مگر اسی اوصاف سے وہ غیرت اور (مط)، بحسن و عشوہ بھی معروف مشہور (ک)

ذکر نمودن شخصے باستی کہ در باغ تو قافلہ آمدہ است

۱۶۹ بیان کرتا ہوں اب ذکرِ حجت
۱۷۰ تھانا اُس نے کی اک دن یہ گفتار
۱۷۱ عجب اک قافلہ اُتر ہے رنگیں
۱۷۲ وہ بلوچوں کا شاید کارواں ہے
۱۷۳ یہ سنتے ہی سخن وہ غیرت گل
۱۷۴ ہوا یوں گھرے اُس دم اُس کا جانا
کہ تھی ہم قوم اس کی ایک عورت
کہ تیرے باغ میں اے رشک گلزار
کہ رکھتا ہے متاعِ حُسن و تمکین
کہ جس میں رشک گل ہر اک جوان ہے
چلی گھر سے بچن کو با تجل
کہ جیسے جان ہو تن سے روانا

تعریفِ باغ

۱۷۵ بہ صد ناز و ادا پہنچی وہ تاباں
۱۷۶ وہاں پھولے تھے یوں گل ہلے بُستاں
۱۷۷ ہر اک سنبُل کا ایسا پیچ تھا خوب
۱۷۸ رکھے یہ راستی کا سرو عالم
۱۷۹ کرے سورج کھسی کی وصال ہو کوئی دید
۱۸۰ فردوں تھا اختروں سے جوش گل وصال
عجب رنگیں وہ اُس گل رُو کا تھا باغ
کہ تھے خجلت وہ رخسارِ خوباں
کہ بل بل جائے جس پر زلفِ محبوب
قدِ موزوں ہو جس کو دیکھ کہ غم
تو ذرہ خوش نہ آوے روے تو رشید
کھلے تھے اس قدر گل ہلے بُستاں

۱۷۵ حسن و نگین (مط)

۱۷۶ اس کا جاناں (ک)، رواناں (ک)

۱۷۷ بلوچچی (مط)

۱۷۸ عکس کرے سورج کھسی کو دہائی جو دید (مط)

۱۸۰ عنوان: ”ذکر نمودن شخصے با مشاعرِ باستی کہ در باغ تو قافلہ بلوچان وارد شدہ است“ (ک)

”در بیانِ حجت“ (مط)

۱۷۵ ”در تعریفِ باغ می نوید“ (ک)

- ۱۸۱۔ یہ صد خوبی بہار اُس جاییں تھی
 ۱۸۲۔ نظر وصال جا کے ہو کیوں کر نہ تھی
 ۱۸۳۔ ہر اک تھا غنچہ گل جوں گلابی
 ۱۸۴۔ جو کچھ ہر اک روش پر تھی صفائی
 ۱۸۵۔ ہنڈولا اک روش پر یوں نمودار
 ۱۸۶۔ بھرا ہنروں میں تھا ایسا ہی پانی
 ۱۸۷۔ کسی جانب کو پھولوں کی ہک تھی
 ۱۸۸۔ کہیں تو بلبلوں کے چہچہے تھے
 ۱۸۹۔ منقش تھے سبھی در اور دیوار
 ۱۹۰۔ جہاں میں باغ ایسا کوئی کہے
- زمین باغ رشک آسمان تھی
 نہ اٹھتی تھی ادھر سے چشمِ نرگس
 شجر بھو میں تھے سب مثلِ شرابی
 کہاں یہ عارضِ خواباں نے پائی
 اڑائی چرخ نے بھی جس سے زقار
 کہ گویا تھا وہ آپ زندگانی
 کسی جانب کو سبزے کی ہک تھی
 کسی جانب کو کیفی بہہ تھے
 در و دیوار سے پھولا تھا گلزار
 نمود جس کا اک باغ ارم ہے

- ۱۹۱۔ ہوئی جیب آکے وہ اُس جا خزاں
 ۱۹۲۔ دے سمجھی نہ یہ وہ غیرتِ باغ
 کہ دے گایاں فلکِ دلِ بے عجبِ باغ
- ق
 گو پھر پھولا سماتا تھا نہ بستان

- ۱۸۴۔ کہاں وہ عارضِ دک،
 ۱۸۵۔ ہنڈولا ایک تھا پر یوں نمودار (مط)،
 ۱۸۸۔ کیفی پہلے تھے (مط)،
 ۱۹۰۔ کوئی ایسا باغ دک،
 ۱۹۲۔ عشرتِ باغ (مط)،

۱۹۳ لگی جب میر کرنے کا رواں کی تو دی دکھائی صورت اک جواں کی

تعریف پتو

- ۱۹۳ جواں ایسا کہ گرد بکھو سراپا
 ۱۹۵ غرق آلودہ چہرے کا یہ عالم
 ۱۹۶ وہ زلفیں اُس کے رخ پر تھیں اپنے بھا
 ۱۹۷ یہ کیفی آنکھوں میں تھیں پُر خماری
 ۱۹۸ کوئی مارا نگہ کا تھا سبکستا
 ۱۹۹ کہ میں ابرو جو اُس کی تیغ رانی
 ۲۰۰ کہوں کیا خوبی اُس چاہ زرخ کی
 ۲۰۱ غرض کیا کہیے وصف اس شعلہ فو کا
 ۲۰۲ وہ عشاقوں میں تھا یوں تو بہار ایک
 ۲۰۳ وہ چھب تھی نظر آوے ہو گا ہے
 ۲۰۴ صفائے سینہ تھی ایسی نمایاں
 کہ دیکھ آئینہ بھی رہ جائے حیراں

۱۹۳ یہ شعر نسخہ (س) میں موجود نہیں

۱۹۵ غرق (ک)، ہو قطراتِ شبنم (س)

۱۹۷ آنکھوں میں تھی (مط)

۱۹۹ اس کا پانی (ک، مط)، مانگیں (لا)

۲۰۰ ندارد (مط)

۲۰۲ تھا وہ تو بہار (لا)، تھا تو بہار ایک (مط)

۲۰۳ وہ چھب دھج تھی نظر (مط)، دل لگا لینے کو (ک)

لے عنوان ندارد (لا، مط)، در بیان تعریف حسن بہ نوحی گوید (ک)

- ۲۰۵ خراماں ہو جدھر وہ ماہ سیما
 ۲۰۶ نگاہوں کے کہیں چل جائیں بھلے
 ۲۰۷ کوئی تھا کشتہ ناز و تغافل
 ۲۰۸ بلالے جانِ عاشق تھا وہ مدد
 ۲۰۹ برسن چارہ وہ رشک مر تھا
 ۲۱۰ مقابل جو ہوا ایک روز تھا ہر
 ۲۱۱ بہ بزم گلِ رخاں تھا یوں وہ دل خواہ
 ۲۱۲ کہوں کیا، تھا دُرِ نایاب کیا وہ
 ۲۱۳ یہ سجِ دھج اور یہ محبوب صورت
 ۲۱۴ قدِ موزوں سراپا رشکِ طوبی
 ۲۱۵ وہ زلف و چشمِ ابرو، قد و قامت
 ۲۱۶ غرض صورت یہ تھی اُس دل ربا کی
 نمایاں جس سے تھی قدرتِ خدا کی

۲۱۰ مقابل جو ہوا ایک روز مذکور کہ افادہ ہے ولے ایک دلچسپ مشہور اک،

۲۱۱ یوں تھا (مط)

۲۱۲ رشکِ فونی (مط)

۲۱۵ چشمِ ابرو (لاک، مط)

۲۱۶ جب اُس رشک پری نے تنگ نظر کی
 ۲۱۷ یکایک وہ ہوئے یہ محو دیدار
 ۲۱۸ وہ گلشن کا تھا شا سب بھلایا
 ۲۱۹ دل اُس گل رو کا یوں بریں پکارا
 ۲۲۰ وہ مکھڑا بھول سیوں ہو گیا ہائے
 ۲۲۱ ادھر تو اس کی یہ حالت مٹی تھی
 ۲۲۲ ادھر تیرنگہ سے تھے یہ بسمل
 ۲۲۳ ادھر یہ پاس جانے کا دھڑے قصد
 ۲۲۴ نہ اُس رشک پری کا رہ سکادل
 ۲۲۵ چلے یوں بادۂ اُفت کے سرشار
 ۲۲۶ وہ مست عشق جب اُس پاس آئی
 ۲۲۷ بہم مل بیٹھے یوں دونوں وہ دل خواہ
 ۲۲۸ قرآنِ مُشرقی جیسے ہو با ماہ

۲۱۶ پری پر رشک نظر (مط)، تو پھر جا کر دُظر، وہاں (س)، پھر جا کر (لا)

۲۱۷ بھولایا (مط)، گل بھلایا (ک)، پھولایا (مط)

۲۲۳ عایدہر بقی نیم بسمل سی یہ غافل (ک)

۲۲۴ نثار

۲۲۵ وہ سکھادل (مط)

۲۲۸ یوں وہ دونوں (لا)

- ۲۲۹۔ تکلم تھا جو کچھ وقت ملاقات
 ۲۳۰۔ غرض دونوں طرف ظاہر ہوا عشق
 ۲۳۱۔ ہوئی یہ مبتلا اس شعلہ فواہ پر
 ۲۳۲۔ لگی دونوں طرف سے خوب ہی لاگ
 ۲۳۳۔ نہ سمجھے پر نہ سمجھے وہ دوانے
 ۲۳۴۔ جب الفت کے ہوئے باہم حکایات
 ۲۳۵۔ مجھے یہ سوچ ہے اے غیرت خور
 ۲۳۶۔ یہی یہ چرخ کج رفتار چاہے
 ۲۳۷۔ کرے پیدا خزاں کو بے تاثر
 ۲۳۸۔ پس اب میں کیا کہوں لے غیرت ماہ
 ۲۳۹۔ سحر ہو گا جو یہاں سے کوچ درپیش
 ۲۴۰۔
- تو وہ ہر ایک عشق انگیز تھی بات
 جو کارِ عشق تھا سو کر چکا عشق
 وہ پروانہ ہوا اس شمعِ رو پر
 دلوں کے بیچ بھڑکی عشق کی آگ
 کہ عشق آخر لگا دے گا ٹھکانے
 کہی بستی سے تب پوئے یہ بات
 فلک ہے تفرقہ پر داز مشہور
 نہ یک جا شاد ہوں دو شخص گلہ
 جو بولے گل سے بلبل اور منہ گل
 ہوا ہے عین شادی میں یہ غم آہ
 کرے گی تیغِ فرقت دل، جگر ریش

بہے گا چہنم سے خونِ ناب دل کا
 کروں گا فکر کیا ہے عمامہ دل کا

- ۲۲۲۔ خوب سی لاگ (مط)
 ۲۳۷۔ بلبل اس سے اور گل (مط)
 ۲۳۸۔ بس (مط) عیش و شادی میں (ک)
 ۲۳۹۔ کوچ (ک)

۲۳۱۔ جدا ہووے گی جب تجھے دلِ آلام
 ۲۳۲۔ پس اب بہتر ہے گر مانے تو یہ بات
 ۲۳۳۔ خدا جانے فلک پھر کب ملاوے
 ۲۳۴۔ سنی یہ بات جب اُس دلِ رُبانے
 ۲۳۵۔ یہ تو نے مجھ سے کی تقریر کیسی
 ۲۳۶۔ جو پاوے فتنے سے آلودگی عشق
 ۲۳۷۔ کرے یہاں شیوہ فتنے اب جو عاشق
 ۲۳۸۔ یہ بولا سن کے وہ : اے غیرتِ حورا
 ۲۳۹۔ کہ باندھوں فتنے پر اپنی کمر میں
 ۲۴۰۔ مگر دلِ رہ نہیں سکتا، کدوں کیا
 ۲۴۱۔ بھلا ایسی میسر ایک شب ہو

۲۴۲۔ گزر جاوے مرے سے رات ساری

بس اتنی ہی تمنا ہے ہماری

۲۳۲۔ بس (مط)

۲۳۵۔ ملک میں ہے رسم (مط)

۲۳۶۔ عشق یہ عشق (مط)

- ۲۵۳ سنی تقریر جب یہ حسب دل خواہ
 ۲۵۴ ذرا ہو جاوے شب آؤں گی میں یہاں
 ۲۵۵ بہانا کر کے نویش واقربا سے
 ۲۵۶ یہ کہہ کر گھر چلی وہ رشک گل زار
 ۲۵۷ بہر صورت وہ اپنے گھر کو آئی
 ۲۵۸ کہیں جانے کا جلدی کر بہانا
 ۲۵۹ ہوئی تھی رات، وہ بیٹھا تھا بے تاب
 ۲۶۰ مکان بے خلل کر اک معین
 ۲۶۱ لگے پھر عیش و عشرت ہونے باہم
 ۲۶۲ کہوں کیا کس مزے سے تھی ملاقات
 ۲۶۳ انھیں دیکھے تھایوں حیران ہوا
 ۲۶۴ کبھی تھی وہ بلا گردان اُس کے
 کبھی ہوتا تھا وہ قربان اُس کے

۲۵۴ ہو جائے (لامط)

۲۵۶ نکل گھر سے چلی وہ رشک گل زار (مط)

۲۵۷ کر جلدی (مط)

۲۶۰ وہاں اک رشک گلشن (مط)

۲۶۴ کبھی تھا وہ (مط)

- ۲۶۵ کبھی تو دیکھے صورت ہی خاموش
کبھی ہوتے تھے آپس میں ہم آغوش
- ۲۶۶ کبھی تو سوزے ہوتے تھے باہم
کبھی کچھ سوچ کر روتے تھے باہم
- ۲۶۷ کبھی تو وہ جو اں کہتا تھا یہاں
قیامت کل کے دن لاوے گی یہ رات
- ۲۶۸ کبھی ہاتھ اُس کا وہ سینے پہ لاتی
اور اپنے دل کی بے تابی دکھاتی
- ۲۶۹ کبھی پھر ہو کے ان باتوں سے غافل
لبوں سے کام دل کرتے تھے حاصل
- ۲۷۰ رہی یہ نصف شب تک اُن میں صحبت
کہ تھے سو مو طرح سے عیش و عشرت
- ۲۷۱ ہم آغوشی سے جب آرام پایا
یکایک خواب راحت اُن کو آیا
- ۲۷۲ ہم چسپیدہ تھے اس رنگ خاموش
دو تصویریں کھینچیں جیسے ہم آغوش
- ۲۷۳ وہ سوئے اور ہوا فتنہ یہ بیدار
کہ مردم ہو گئے اُن سے خبردار
- ۲۷۴ رفیق اور یار جو پتہ کے تھے دھال
لگے ہونے سمجھ کر کچھ وہ ترساں
- ۲۷۵ مبادا کوئی وارث اُس کا آجائے
تو کیا جانے کہ ہم پر کیا بلا آئے
- ۲۷۶ تو بہتر ہے کسی صورت سے جا کر
اُسے لے آئیں آہستہ اٹھا کر

۲۶۹ کام کو کرتے تھے اک،

۲۷۴ رفیق و یار (س)

۲۷۵ کیا جائیں (س، ک)

۲۷۷ شراب وصل سے تھا وہ جو شراب بہت مشکل تھا ہونا اُس کو ہشیار
۲۷۸ کرنا کہ تفرقہ پر داز جا کر اُسے اُسے لے آئے اٹھا کر

”در بیان جدائش و پیوستی دیوانہ شدن او در فراقِ پتو“

۲۷۹ جدائستی سے پیوستیوں کیا ہے کہ جیسے جان ہوتی ہے جدائے
۲۸۰ شرابِ عشق سے تھی وہ بھی شراب نہ ہوئی اس باہرے سے کچھ خردار
۲۸۱ دروغا زلیست دونوں کی نہ چاہی ہوئے یکبارگی دھماکے سے وہ راہی
۲۸۲ رہی سوئی ہی غافل یہاں یہ بھور ہزار افسوس! پہنچا قافلہ دور
۲۸۳ ہوئی جو خوابِ غفلت سے وہ بیدار بیاں اُس وقت کا ہے سخت دشوار
۲۸۴ نہ دیکھا اُس نے جو بر میں وہ دل بر عجب صورت سے تھی حیران و ششدر
۲۸۵ یہی رہ رہ کے آتا تھا پر دیکھا یہ تھا کچھ واقعی یا خواب دیکھا
۲۸۶ ہوا خونِ جگر آنکھوں سے جاری لگا دل بر میں کرنے بے قراری
۲۸۷ یہ سینے میں پھڑکتا تھا دل زار قفس میں جوں ہو مرغِ نازگار
۲۸۸ نظر کر پیش و پس ایدھر اُدھر کو لگی رونے وہ دھر زانو پہ سر کو

۲۷۷ ہوشیار (مط)

۲۷۹ پیوستیوں ہوا ہائے اک

۲۸۱ دونوں کی کہوائی (مط)

۲۸۷ بھڑکتا تھا زار

۲۸۸ غوان: ندارد (مط)

- ۲۸۹۔ ہوا یہ یک بہ یک حالِ تن زار
 ۲۹۰۔ ہوئے رخسارہ گلِ گول وہ ایسے
 ۲۹۱۔ ذرا جو دسل کا شبِ چین پایا
 ۲۹۲۔ قرار و صبر نے مُنہ اُس سے پھیرا
 ۲۹۳۔ نہ اس کو طاقتِ رِقار تھی آہ
 ۲۹۴۔ غریب و کیا کہوں میں وہ دل افکار

ق

- ۲۹۵۔ نہ بن آتی تھی وہاں اُس کو کوئی بات
 ۲۹۶۔ گریباں پھاڑا، مُنہ سے خاک طے
 ۲۹۷۔ نہ ہو دے پاس گر وہ یا رِ جانی
 ۲۹۸۔ یہ کہہ کر بے کلی وہ رشکِ گل زار
 ۲۹۹۔ کہ ٹکڑے صورتِ گل تھا گریباں

۳۰۰

برہنہ پانچو، غریباں سر چلی تھی
 قیامت اُس کے دل کو بے کلی تھی

۲۸۹۔ خاک ملے (مط)، اودھر کو چلیے (ک)، چلتے (مط)

۲۹۸۔ یہ کہہ کر کے وہ نکلی رشکِ رک، یہ کہہ کر تی بے کلی وہ رشک (مط)، چلی وہ: ماہِ رخسارِ رک

۳۰۱ یہ غم نے شکل کر دکھائی اُس کی
۳۰۲ لگی وہ جب زمیں پر پانو دھرنے
۳۰۳ جنا کا اُس کف پا پر جو تھا رنگ
۳۰۴ چلی وہ نقشِ پاے کا رواں پر
ملائی خاک میں رعنائی اُس کی
قدم یو سی لگے خار اُس کی کرنے
سودھشت نے عجب اُس کا کیا رنگ
عزل یہ عاشقانہ تھی زباں پر

غزل

۳۰۵ بس اپنا کچھ نہیں اب آہ چلتا
۳۰۶ سمجھتا تو یہی تھی راہ کی بات
۳۰۷ پھلاوے کی طرح سے دل کو پھل کر
۳۰۸ نہ جاتی جان، اگر چلنے سے اپنے
۳۰۹ نہ سوتے، بخت میرے گر سحر گاہ
۳۱۰ گیا یوں برے وہ دل بریک ایک
۳۱۱ رکھا اب ناتوانی نے مجھے ٹھور
کہ دل کو لے گیا اک راہ چلتا
کہ مجھ کو بھی لیے ہمراہ چلتا
رہا یک بار وہ دل خواہ چلتا
مجھے بھی کر کے وہ آگاہ چلتا
مجھے پونکا کے ٹک وہ ماہ چلتا
رہے جوں تن سے جی ناگاہ چلتا
نہیں زور اس پہ کچھ والد چلتا

اشعار مشنوی

۳۱۲ یہ پڑھ پڑھ پیشتی تھی وہ سراپنا
رکھا تھا ہاتھ لاکر دل پر اپنا

۳۰۲ جب وہ (لا، مط)

۳۰۵ پس اپنا رک

۳۰۶ یہی تھی اک راہ کی بات رک، مط

۳۰۹ مجھے بیدار کر وہ شاد چلتا رک، یہ شعر مبطوعہ سنو، مط، میں موجود نہیں ہے۔

۳۱۱ عنوان ندارد (مط)

- ۳۱۳ دل محروں لیے اور پشیم پرفوں
 ۳۱۴ جلائی تھی جگر کو آگِ غم کی
 ۳۱۵ یہ آہیں کینچنی تھی وہ ستم کش
 ۳۱۶ ہوا غالب جو مغف اس نازیں پر
 ۳۱۷ سمجھ کر بستر اپنا صفحہ خاک
 ۳۱۸ یہ گردِ ماہ سے تھا رنگِ تغیر
 ۳۱۹ کہوں کیا اس کی تنہائی کا عالم
 ۳۲۰ نظر کر چار سوا پھر ہو کے مایوس
 ۳۲۱ دل و وحشت میں تھایہ ربط و اخلاص
 ۳۲۲ لگا دل کرنے بے تاب سے سازش
 ۳۲۳ یہ وحشت اس کے مُنہ پر تھی نمایاں
 ۳۲۴ نہ آنکھیں دیکھتی تھیں صورتِ خواب
 ۳۲۵ نہ تن میں کچھ رہی تھی طاقتِ خواب
- وہ چنپی تابیاں شکلِ مجنوں
 بسانِ برق تھی آہ اُس صنم کی
 کہ لگ اٹھتی تھی صحر کو بھی آتش
 گرایا ناتوانی نے زمیں پر
 بہ رنگِ نقشِ پا بیٹھی وہ غمِ ناک
 کہ جیسے خاک میں مل جائے تصویر
 نہ تھا ہم رہ کوئی جز رہزنِ غم
 لگی ملنے وہ اپنے دستِ افسوس
 کہ دو شخصوں میں ہو جوں رابطہ خاص
 ہوئی آنکھوں کو بے خوابی سے سازش
 کہ جوں بیٹھے کوئی مہو تیراں

۳۱۳ وہ پلوچی (مط)

۳۱۴ دل اور وحشت (مط)

۳۲۵ نہ ہل سکتی تھی جاے یوں وہ جاناں کہ جیسے عشق ہو نخل گلستاں

”در بیان خبردار شدن مادر و پدر سستی از دیوانہ شدن اد“

۳۲۶ غرض پہنچی گھر اُس کے یہ خبر جب
 ۳۲۷ چلے سب پیٹتے سراپے گھر سے
 ۳۲۸ یہ پتو کس نے سستی کو دکھایا
 ۳۲۹ وہ روتے پیٹتے افتان و خیزاں
 ۳۳۰ وہ گنبا اُس کے جب نزدیک آیا
 ۳۳۱ عجب صورت سے وہ بیٹھی تھی خاموش
 ۳۳۲ ہوا اتنا عشق کا ایسا ہی آزار
 ۳۳۳ کیا تھا اُس سے طاقت نے کنارہ
 ۳۳۴ جدھر تھا دیہان اُس کا اُس طرف تھا
 ۳۳۵ وہ عالم سے کنارہ کر کے یک بار

تو اُس کے باپ ماں اور اقربا سب
 کرائی ہائے یہ آفت کدھر سے
 جو اُس نے حال یہ اپنا بنایا
 چلے بستی سے آئے تابیا باں
 بہ زیر نخل اُس وحشی کو پایا
 کہ سب کے دیکھتے ہی اڑ گئے ہوش
 کہ پہچانی نہ جاتی تھی وہ بیمار
 گر یہاں صبر کا تھا پارہ پارہ
 کوئی آدے کوئی جاوے اُسے کیا
 رکھے تھی اور عالم سے سرکار

۳۳۶ یہ سچ ہے عشق میں مہبوت ہو،
 خبر کس کی رہے اُس بے خبر کو

۳۲۶ سراپا گھر سے (ک) ہائے آفت یہ (مط) ۳۲۷ ندرت (ک)

۳۲۸ طاقت نے کنارہ (مط)

۳۲۹ یہ بچہ ہے (مط)

۳۳۰ عنوان ندرت (ک)

- ۳۲۷۔ یہ حالت اُس کی ماں نے بب کر رکھی
 ۳۲۸۔ نہ رو سستی، نہ رو میں تیرے قرباں
 ۳۲۹۔ یہاں سے اٹھ کے چل اپنے مکاں میں
 ۳۳۰۔ نہ ہوئی اُس کی گر آفت زبانی
 ۳۳۱۔ نہ تو بھی دل لگاؤں لے یہ مجھ سے
 ۳۳۲۔ بہت تدبیر کا دل پھیرنے کی
 ۳۳۳۔ اور اپنی ماں سے یہ رورو کہا پھر
 ۳۳۴۔ کہ یہ باتیں جلاتی ہیں مجھے اور
 ۳۳۵۔ پریشاں مجھے، تو مت کہ یہ تقریب
 ۳۳۶۔ اگر سستی جہاں کو چھان مارے
 ۳۳۷۔ تھکاری اب نہیں میں، اُس کی ہوں گی
 ۳۳۸۔
- تو پھر کرنے لگی یہ چاہو سہی
 نہ کہ احوال تو اپنا پریشاں
 تجھے پتو سے بہتر ہے جہاں میں
 تو کیوں وہ چھوڑ جاتا اے دوانی!
 نہیں ہرگز محبت اُس کو تجھ سے
 دے ادھر سے وہ منہ پھیر بیٹھی
 نہ کہیو بات یہ بہر خدا پھر
 تسلی دل کو نہیں ہوتی کسی طور
 یہ باتیں اور بھی کرتی ہیں دل گیر
 تو ملے ہیں کہاں پتو سے پیارے
 تمنا میں اُسی کی جان دوں گی

مرامت دھیان ادھر سے بٹاؤ
 خدا کے واسطے تم یہاں سے جاؤ

۳۳۷۔ مانی (ماں نے)، اس کی (مط)

۳۳۸۔ احوال اپنا (نورلا)

۳۳۹۔ بہتر میں (دک)

۳۳۰۔ اس کو کچھ آفت (مط)

۳۳۱۔ ادھر سے (اشعار)۔ ادھر سے (مٹاؤ) (مط)

- ۳۴۹ سنی جب اُس کی لوگوں نے یہ تقریر
 ۳۵۰ اٹھا کر گھر میں لے آئے بہر طور
 ۳۵۱ بہا کر اشکب فونیں چنم تر سے
 ۳۵۲ وہ جب دیکھے تھی ہر سو ہو کے حیراں
 ۳۵۳ یہی کہتی تھی کل کل دست افشوس
 ۳۵۴ عجب عنوان سے کشتی تھیں راتیں ق
 ۳۵۵ گئی تھی میں دوانی کیوں سوے بارغ
 ۳۵۶ کبھی تو بستر غم پر بلکنا
 ۳۵۷ کبھی رو رو کے آہیں سرد بھرنا
 ۳۵۸ کٹے تھی اس طرح سے رات ساری ق
 ۳۵۹ کسی سے سوزِ دل کہنا نہ اپنا
 ۳۶۰ فلک پر دیکھ کر مجھے چمکتے
 جلگر پر اُس کے انگارے دہکتے

۳۵۱ اشک فونی اک مط، دیوار در سے اک والا،

۳۵۶ اپنا نہ کہنا (مط)، جلنا اور کھٹنا (اک)، جلنا اور کھٹنا (مط)،

۳۶۱۔ نظر کرتی اگر تک جانب ماہ
 ۳۶۲۔ خیال اپنے کبھی دل میں یہ کر کے
 ۳۶۳۔ کر تک آجائے آنکھوں میں اگر خواب
 ۳۶۴۔ نہ لگتی آنکھ تو کہتی یہ زو زو
 ۳۶۵۔ گزرتی تھی جو بے تابی سے ہر شب
 ۳۶۶۔ نہٹ جینے سے دل اندوہ گیں ہے
 ۳۶۷۔ کہاں تک ایسے جینے سے غنیں ہوں
 ۳۶۸۔ شہابی جان غمروں تن سے جاوے
 ۳۶۹۔ کوئی دن اس پہ کٹتا تھا ایسا
 ۳۷۰۔ یہ آتش عشق کی بھڑکی تھی تن میں
 ۳۷۱۔ کسی سے سوزِ دل کہتی تھی جب وہ
 ۳۷۲۔ رہے تھی گھر میں اپنے یوں دو بے تاب
 کسی گلشن میں ہوں شعلہ ہو بے تاب

۳۶۱۔ زور دیتی تھی وہ (مط)

۳۶۵۔ جو بے خوابی سے ہر شب (لا)

۳۶۶۔ نہٹ جلتے سے دل (ک)

۳۶۸۔ تن سے جائے (س) مجھ کو آئے (س)

- ۳۷۳۔ زبس غم تھا سبھوں کے دل پر اُس کا
 ۳۷۴۔ اے آتی تھی سمجھانے کوئی گر
 ۳۷۵۔ جنوں عشق جب ہوتا زیادہ
 ۳۷۶۔ ولیکن چاہتے تھے لوگ ناداں
 ۳۷۷۔ کہیں اس میں جو فرصت اُس نے پائی
 ۳۷۸۔ پھر اُس کو گھیر لوں لاتے تھے یک بار
 ۳۷۹۔ اُنھیں تو گھیر گھیر اُس جاے لانا
 ۳۸۰۔ کبھی مکھڑے پر کر زلفیں پریشاں
 ۳۸۱۔ کبھی صحرایں کرنا شور و اُفغاں
 ۳۸۲۔ کبھی پھیلا کے دونوں پانویک بار
 ۳۸۳۔ کبھی گھبرا کے اُٹھ کر دھال سے چلتی
 ۳۸۴۔ غرض دشوار تھا آرام آنا
 کبھی اُٹھنا، کبھی پھر بیٹھ جانا

۳۷۵۔ ہوتا تھا زیادہ (ک)

۳۷۶۔ دے نہیں جاں (اس، ک)

۳۷۷۔ دے کر جبکائی (مط)

۳۸۰۔ زلف پریشاں (ک)

۳۸۱۔ صحرایں کرتی شور (ک)

۳۸۳۔ منہ پر لمبی (مط)

- ۳۸۵۔ کبھی دودھ پہر آوارہ پھسنا
 ۳۸۶۔ ہی بس پا پچھ آس کے تھے ہمدرد
 ۳۸۷۔ کبھی سر پیٹ لینا گاہ رونا
 ۳۸۸۔ کبھی حیران ہوا اک سمت تنکنا
 ۳۸۹۔ پری کو اک دوانا سا بنایا
 ۳۹۰۔ کبھی جاتے ہو دیکھے تھی کسی کو
 ۳۹۱۔ وہ بچوں کا جواک کارواں ہے
 ۳۹۲۔ جگر پر دارغ میرے دے گیا وہ
 ۳۹۳۔ پڑی پھرتی ہوں میں ناشاد آس بن
 ۳۹۴۔ گیا وہ چھوڑے لوں مجھ ناتواں کو
 ۳۹۵۔ کہیں دیکھا تو مجھ کو بھی بتادو
 ۳۹۶۔
- نہ آس کا کچھ نشاں پاتی تو روتی
 تڑپھتی اور بلکتی جان کھوتی

۳۸۵۔ کبھی دودھ پہر آوارہ پھسنا (مط)

۳۸۶۔ ہی بس پا پچھ آس کے تھے ہمدرد (مط)

۳۸۷۔ کبھی سر پیٹ لینا گاہ رونا (مط)

۳۸۸۔ کبھی حیران ہوا اک سمت تنکنا (مط)

۳۹۷۔ زمیں پر جب کہ نوسیدی گراتی
 ۳۹۸۔ کبھی بکتی تھی کچھ پتھروں سے سرار
 تو پھر وہ خوش میں مشکل سے آتی
 کبھی بڑھتی یہ ہمدردی سے اشعار

ابیاتِ فراق

۳۹۹۔ جدائی کے کہاں تک دکھ بھروں میں
 ۴۰۰۔ گیا تو چھوڑ کر کیدھر مجھے ہے
 ۴۰۱۔ کہیں پاتی نہیں تیسرا پتائیں
 ۴۰۲۔ گیا یوں چھوڑ مجھ کو ہائے پتو
 ۴۰۳۔ ترے جانے سے مجھ میں کیا رہا ہے
 ۴۰۴۔ مجھے آوارہ کر کے اے پری رُو!
 ۴۰۵۔ کسی کی تجھ کو کیا چٹوئن خوش آئی
 ۴۰۶۔ گھبرا کس کا یہ دل میں قلعہ قامت
 ۴۰۷۔ تجھے کافر ادا کس کی خوش آئی
 ۴۰۸۔ تبستم کس کا وصال تجھ کو خوش آیا
 جو تو نے مجھ کو یہاں ایسا رُلا یا

۳۹۸۔ پتھروں پہ سرار (رک)، پتھر سے سرار (مط)، کبھی پہرٹی (مط)

۴۰۰۔ ڈھونڈوں (س، ک، لا، مط)

۴۰۱۔ کہیں پاتی نہیں تجکو بتائیں (مط)

۴۰۸۔ تبستم تجکو داں کس کا (مط)

۴۰۷۔ عنوان ندارد (رک، مط)

- ۴۰۹ کسی سے کیا تری ہوتی ہے شادی
 ۴۱۰ پڑا کس لب شکر سے کام چھ کو
 ۴۱۱ یہ وحشت سے وہ کرتی تھی تکلم
 ۴۱۲ غرض حالت جب اُس کی ایسی دیکھی
 ۴۱۳ کیا غم ناک اب سستی کے غم نے
 ۴۱۴ کوئی تدبیر اب ایسی ہی کیجے
 ۴۱۵ سخن سازی سے یہ حیلہ بنایا
 ۴۱۶ مَن اے سستی نہ کر تو اشک باری
 ۴۱۷ جدھر ہے تیرے پتو کا ٹھکانا
 ۴۱۸ یقین ہے یہ کہ وہ اُس کی خبر لائیں
 ۴۱۹ بلا کر باندھ دیں ہم عقد تیسرا
 ۴۲۰ تجھے خوش دیکھ چھوٹیں بے کلی سے
 سہاگ آپس کے دیکھیں ہم خوشی سے
- جو مجھ غم ناک کی سدھ بندھ بھلا دی
 ہوئی جو زندگی یہاں تلخ مجھ کو
 کہ گھر میں لے گئے پھر اُس کو مردم
 تو سب نے بیٹھ کر یہ مشورت کی
 ہمیں تو مفت مارا اس الم نے
 اسے بیرون در جانے نہ دیجے
 اور اُس کو آن کر سب نے سنایا
 ذرا کر صبر و مت کر بے قراری
 ادھر کرتے ہیں ہم قاصد روانا
 تو پھر یہاں اُس کو ہم جلدی سے بلوائیں
 کہ مانگم کا نہ ہو پھر دل پہ پھیرا

۴۰۹ ہوئے ہے شادی (مط)

۴۱۷ جدھر ہے تیرے پتو (ک)

۴۱۸ یقین ہے کہ خبر اوس کی وہ لائیں (مط) جلدی بلائیں (مط)

- ۴۲۱۔ ولے کر گوشِ زد یہ بات تو اب
 ۴۲۲۔ تجھے اس حال سے دیکھے جو وہ ماہ
 ۴۲۳۔ یہ بہتر ہے کہ ہو گوشہ نشین اب
 ۴۲۴۔ سنا جب وصل کا مژدہ اس آئیں
 ۴۲۵۔ ہوئی خانہ نشین کر دل میں یہ دھیان
 ۴۲۶۔ سمجھتی تھی وہ اپنی اس میں بہبود
 ۴۲۷۔ قصور باندھ کر کہتی تھی ہر دم
 ۴۲۸۔ مجھے اب شکل دکھلاتا ہے پتو
 ۴۲۹۔ انہی باتوں سے خوش کرتی تھی دل کو
 ۴۳۰۔ نہ کم یہ بے کلی ہوگی کسی رنگ
 ۴۳۱۔ گئے جو نامہ بر رخصت ہو یہاں سے
 ۴۳۲۔ توقع پر جو تھی وہ چشمِ بر راہ
 لگی احوال پر سہمی گم نے ناگاہ
- نہ پھر آکارہ ایسے کو بہ کو اب
 مبادا دل میں آوے اُس کے اکراہ
 نکلتا گھر سے کچھ اچھا نہیں اب
 ہوئی بارے کچھ اُس کے دل کو نکلیں
 کہ اب نکلیں گے سارے دل کے ارمان
 خیالِ خام سے ہوتی تھی خوشنود
 ملیں گے اب کوئی دن کو وہ اور ہم
 کوئی دم کو یہاں آتا ہے پتو
 ولیکن یہ نہ سمجھے تھی وہ گل نہ
 دکھاوے گی حجت اور ہی رنگ
 سودہ خروم پھر آئے وہاں سے

- ۴۲۲۔ مگر آہ (ک)، اگر آہ (مط)
 ۴۲۳۔ یہ ہے بہتر کہ ہو (مط)، اچھا کچھ نہیں اب (مط)
 ۴۲۴۔ مژدہ کہ آئیں (ک)، اوس آئیں (مط)
 ۴۲۵۔ دل میں یہ دیہاں (ک)، نکلیں گی (ک)
 ۴۲۷۔ کوئی دن میں (مط)
 ۴۲۸۔ کوئی دن کو یہاں (مط)
 ۴۳۱۔ خروم ہی پھر (س)، تودہ خروم (لا)

۴۳۳ انھوں نے یہ یہ ایسا اشارات
 ۴۳۴ خدا کے فضل سے ہے عن قریب اب
 ۴۳۵ وہ اب جس ملک میں رونق فرا ہے
 ۴۳۶ کریں گے عزم جانے کا ادھر ہم
 ۴۳۷ کئے چند بے جوان وعدوں میں دن رات
 ۴۳۸ نہ آیا آپ وہ مہر دل افسرور
 ۴۳۹ تو بحر عشق نے پھر جوش مارا
 ۴۴۰ لگی افسردہ کرنے اشک باری
 ۴۴۱ اے جب کوئی کچھ سمجھانے آتا
 ۴۴۲ بہایا خون دل آنکھوں نے ایسا
 ۴۴۳ مژہ پر اشکِ خوں کی یہ جھک تھی

ق

۴۴۴ کبھی چپ اور کبھی رُور و بلکتی
 ۴۴۵ بان موج سردے دے پٹکتی

۴۳۴ چندیں (لا)

۴۳۸ نہ آیا اب بھی وہ (مط) کٹیں گی یوں ہیں لیت و لعل میں روز (مط)

۴۳۹ بہر عشق (س، لا)

۴۴۰ لگی افسردہ (مط)

۴۴۱ کہ جی پھر ڈوب جاتا (مط)

۴۴۲ عا بہاتی خون دل آنکھوں سے ایسا دک، آنکھوں سے (مط)

۴۴۳ مژہ براشک (س)

پلک دریا، سیر چشم، فیاض، سخی، داتا، دریادل

۴۳۵ یہ تھا بے تابیوں سے اُس کی پیدا
کہ آتی ہوں گی ہر میں دلیں کیا کیا

ق

۴۳۶ زبس ڈوبی تھی وہ دریاے غم میں
۴۳۷ یہ تھی اُس خستہ تن کو ناتوانی
۴۳۸ بہا جاتا تھا لوں اُس کا تن زار
۴۳۹ لگا غوطہ وہ بحر فکر میں آہ
۴۴۰ جس و حرکت نہ تھی کچھ تن میں اس طور
۴۴۱ نہ کچھ حالت رہی تھی اُس صنم میں
۴۴۲ کہ جب کرتی تھیں آنکھیں خوں خانی
۴۴۳ بہا دے سیل دریا جوں خس و غار
۴۴۴ نگہ ایدھر اُدھر کرتی تھی ناگاہ
۴۴۵ کہ کشتی آپڑے خشکی میں جس طور

ق

۴۴۶ کہوں کیا اُس کا یہ حال خراب آہ
۴۴۷ نہ اک دم سے زیادہ تن میں تھی جان
۴۴۸ یہ بحر غم میں تھا غم اُس کے جہا پر
۴۴۹ ہوئی آگے سے بھی وحشت زیادہ
۴۵۰ یہ صورت دیکھ کر اُس دل رُبا کی
۴۵۱ وہ تھی بحر جہاں میں جوں جب آہ
۴۵۲ سو وہ دم بھی کوئی دم کا تھا ہمان
۴۵۳ قلق جوں ڈوبتے دم ہو کسی پر
۴۵۴ چلی گھر سے نکل وہ پا پیادہ
۴۵۵ عجب حالت تھی خویش و اقرار باکی

۴۵۶ کسی نے پھاڑ ڈالا تھا گمہاں

کوئی ششدر سا تھا اور کوئی حیراں

۴۵۱ اس کا یہ حال خراب رک،

۴۵۲ آگے سے یہ وحشت (مط)،

۴۵۵ کوئی ششدر تھا اور کوئی حیراں (مط)

۴۵۷ کوئی تو دست بستہ ہو کھڑی تھی
 ۴۵۸ پر منت سب اگرچہ آئے در پیش
 ۴۵۹ پڑا تھا اُس کے سر پر تو خرابا
 ۴۶۰ کہوں اُس وقت کیا اُس کا جانا
 ۴۶۱ بیاباں کو گئی وہ جان برب
 ۴۶۲ جلا کر خاءِ ناموس و عصمت
 ۴۶۳ لگی اُس کی تو اک شعلے سے تھی لاگ

ق

۴۶۴ قدم اُس کا جہاں پڑتا تھا اک بار
 ۴۶۵ ہوئی تھی ناتواں حد سے زیادہ
 ۴۶۶ نہ تھا آرام اُس کو دردِ دل سے
 تو ہو جاتی تھی گویا نقشِ دیوار
 لیے پھرتا تھا لیکن اک ارادہ
 یہ پڑھتی تھی غزلِ دو دردِ دل سے

غزل

۴۶۷ کہیں اپنا تے بن کس سے ہم درد
 ۴۶۸ دکھاوے تو جو ٹک وہ آہوے چشم
 نہ کوئی ہم نشیں ہے یہاں نہ ہمدرد
 ابھی دل سے مرے کر جائے رم، درد

۴۵۷ پاؤں پر (مط)

۴۶۲ ناموس و عصمت (ک)، آوارہ وہ دشتِ مصیبت (ک)

۴۶۳ لگی اس کو تو ایک (مط)

۲۶۹ جو لکھ بھیجے تو کچھ آنے کی اپنے
 ۲۷۰ گئے تاب و توان و صبر دے کر
 ۲۷۱ نہیں اب آہ دم لینے کا مقصد
 ۲۷۲ کوئی ہم درد بھی اپنا نہیں بھلا

ق

۲۷۳ نہیں درد اور کچھ جس کی دوا ہو
 ۲۷۴ نہ جب تک تو دکھا دیوے کا صورت
 ۲۷۵ نہ آیا تو، تو میں جاؤں گی شاید

مثنوی

۲۷۶ کبھی کہتی تھی یہ کیسی تباهی
 ۲۷۷ یوں ہی حسرت میں اپنی جان دوں گی
 ۲۷۸ بیا باں میں وہ تھی سرگرم و شغول

”آمدن پدر و مادر سستی در تجسس و گفتن سخنان سلی آمیز بہ وئے“

۲۷۹ پدر مادر جگر خستہ دل افکار
 ۲۸۰ بہت کرنے لگے اُس کی قبلی

۲۸۱ جو کچھ لکھ بھیجے تو آنے لگے

۲۸۲ نہ جب لگ لگ، ہو ییگام (مط)

۲۸۳ نہ آیا تو وہیں جاؤں گی (مط)

۲۸۴ جو ادھیں / او نہیں (س الا مط) جو وہیں (مط)

۲۸۵ کرتے وہ آئے اک بار (مط) کرتے آئے دونوں (مط)

۲۸۶ سمجھتا تھا نہ کچھ جی (مط)

۲۸۷ لے عنوان آمدن — در تلاش و گفتن ایساں سخنان سلی آمیز بہ وئے (مط)

۴۸۱ آنھوں نے اُس کی جوں جوں دلیری کی
 ۴۸۲ نصیحت کی، جو وہ کرتے تھے گفتار
 ۴۸۳ وہ جوں جوں اُس کو کہتے تھے، نہ رُو تو
 ۴۸۴ بہت اپنی سی بے تو کر چکے پر
 ۴۸۵ بے آخر وہ چُپ، اپنی زباں تھا

ہوئی وحشت زیادہ اُس پیری کی
 تو اُن کی شکل سے، ہوتی تھی بیزار
 زیادہ اور بہ چلتے تھے آنسو
 نہ بھی بات کچھ اُن کی وہ مضطرب
 نہ آیا پر نہ آیا اُس کو آرام

آمدنِ شخصے غریب نزدِ سی و خبرِ دادنِ پتو بہ وے کہ درِ فلاں شہر
 سکونت دارد

۴۸۶ کہ ناگہ اس میں دھاں اک شخص آیا
 ۴۸۷ کیا مذکور یہ آتے ہی ناگاہ
 ۴۸۸ دیارِ سندھ میں ہے جلوہ گرد
 ۴۸۹ تو بس وہ غم کشِ بچراں جو تھی آہ
 ۴۹۰ سرور ایسا ہوا سنتے ہی اُس کو
 ۴۹۱ لگی ہوئے وہ اُس کے جل کے قربان
 ۴۹۲ عجائب بات یہ تو نے سنا

وہ گویا مرگ کا پیغام لایا
 کہ میں مسکن سے ہوں پتو کے آگاہ
 ملا جو چاہے سو جاوے ادھر کو
 مریض دردِ بے درماں جو تھی آہ
 کسی کی جوں دوبارہ زندگی ہو
 تصدق ہو کے یہ کہتی تھی ہر آن
 سنے سے جس کے تن میں جان آئی

۴۸۳ یہی چلتے تھے (ک، مط)

۴۸۹ تو پس وہ (س)

۴۹۲ سنے سے تن میں جس کے (مط)

۴۸۱ جوں جوں اس کی (مط)

۴۸۵ آخر وہ جب (س، ک)

۴۹۰ سننے سے اس کو (لا)

۱۔ عنوان: (۱) در بیان آمدنِ شخصے سیاح ----- فلاں شہر سکونت دارد (ک)

(۲) آمدنِ شخصے ----- فلاں ملک سکونت دارد (مط)

- ۴۹۳۔ کیوں کرتے تھے پر دابے جان سستی
 ۴۹۴۔ ملا تھا سندھ میں وہ کیڑوں کے بچے سے
 ۴۹۵۔ پدر مادر سے پھر کہنے لگی دو
 ۴۹۶۔ کرو جلدی روانہ مجھ کو یہاں سے
 ۴۹۷۔ اگر کچھ اور نہیں لانی خرابی
 ۴۹۸۔ مرے جینے کی صورت ہے اسی شکل
 ۴۹۹۔ مراد دل یہاں نہیں ہے میں رہوں کیا
 ۵۰۰۔ کہاں تن میں مرے تاب و تواں ہے
 ۵۰۱۔ حقیقت جب کہی اُس جاں بلب نے
 ۵۰۲۔ یہاں مشکل ہے اس کو چین آنا
 ۵۰۳۔ یہ کہہ کے مشورت پھر قصہ کو تار
 ۵۰۴۔
- ترے منہ کے گئی قربان سستی
 یہی مذکور کر پھر پھر کے مجھ سے
 جو میری زیت ہے منظور تم کو
 یہ تنگ آئی ہوں یہاں میں اپنی جان
 تو پھر رخصت کرو مجھ کو شتابی
 کہ یہاں سے دھاوا پہنچ جاؤں گی شکل
 چلا جاتا ہے جی اودھر، کروں کیا
 ہو کوئی سمجھے تو یہ اُس کا گماں ہے
 تو پھر یہ مشورت ٹھہرائی سب نے
 یہ ناچاری کرو اودھر روانا
 کہ اُس کے چند کس اشخاص ہم ماہ

کیا مادر پدر نے رخصت اودھر
 رکھا پھاتی پر اُن دونوں نے پتھر

- ۴۹۷۔ لاتی خرابی (س، لا)،
 ۴۹۹۔ ہے میں کروں کیا رک، جلا جاتا ہے (لا)،
 ۵۰۲۔ اُس کو چین (مط)،
 ۵۰۳۔ بہر قصہ (لا)،

۵۰۵۔ بے روتے پیٹتے پھر آئے گھر کو
۵۰۶۔ ہوا جس شکل رخصت وصال سے ہونا
گئی وہ ختم و شاداں ادھر کو
کہوں کیا میں، مجھے آتا ہے رونا

”رفتن سستی بہ امید وصال پتہ بہ طرف مسکن ولس“

۵۰۷۔ وہ سرگرم رہ دشت فنا تھی
۵۰۸۔ دے اُس بے خبر کو کیا خبر تھی
۵۰۹۔ یہ کہتی تھی کہ اب جا کر ملوں گی
۵۱۰۔ کہوں گی میں نہ کچھ، غم ضبط کر کے
۵۱۱۔ کہوں گی تو یہی پہلے کہوں گی
۵۱۲۔ کوئی دل لے کے یہ کرتا ہے غفلت
۵۱۳۔ کہے کوئی نہ یہ اکی تم نے جیسی
۵۱۴۔ جدا ہوتے ہی ربط دل گیا پھوٹ
۵۱۵۔ یہ پرگہ درد کیا جانیں یہ بے درد
۵۱۶۔

اجل تھی داہنے بائیں قضا تھی
طبیعت تھی جدھر اس کی ادھر تھی
جگے دیکھو تو کیا کیا کچھ کر دوں گی
نہ بولوں گی کوئی دم، ضبط کر کے
کہ میں شاکہ نہایت تم سے ہوں گی
نظر آئے بڑے تم بے مروت
محبت یہ بتا آئے تھے کیسی
وہ اظہار محبت تھا مگر جھوٹ
نہیں ہوتے کسی کے بے وفامرد

مجھے تو تم نے دیوانا بنایا

اور اپنا جا کسی سے دل لگایا

۵۰۷۔ سرگرم رہی دشت (مط)، بہائیں قضا (مط)

۵۰۸۔ جانے یہ بیدرد (ک)، (مط) جانے ہے بیدرد (لا)

۵۰۹۔ عنوان - (۱) ”رفتن“ — بہ طرف بلد سندھ کریمہ نورآں جا مسکن دامت (ک)

(۲) ”رفتن سستی بہ امید وصال پتہ بہ طرف مسکن ولس“ (مط)

- ۵۱۷ تو پھر یہ سن کے وہ کھاوے گا تمہیں
 ۵۱۸ سحر سے مجھ پہ یوں کشتی تھی تا شام
 ۵۱۹ کسی سے کیا، بُرا ہوں مبتلا میں
 ۵۲۰ لیکن دل میں تھی ہر دم، تری یاد
 ۵۲۱ مبدل عیش سے اب غم کو کیجیے
 ۵۲۲ ندامت ہے نہایت اس کی مجھ کو
 ۵۲۳ یہ سن کر اُس سے مل جاؤں گی پھر نہیں
 ۵۲۴ منے اور عیش پھر ہو دس گے باہم
 ۵۲۵ دلوں سے جائے گی تاب و تب، بھر
 ۵۲۶ غم و درد و الم جو کچھ ہیں دل پر
 ۵۲۷ گزر جاتے ہیں ایامِ جدائی
 ۵۲۸ مذہر تھا قرار میں ہر دوشِ زن
 سو پھرتے ہیں کوئی دن کو برے دن

۵۱۸ کشتی تھی (مط)، تڑپے (ک)، لا (مط)،

۵۲۳ ادسکی (ک)،

۵۲۴ درد دل سے کلفت (مط)،

۵۲۵ تب بھر (لا)، اک (مط)،

۵۲۹ یہ اپنے دُلم میں کرتی تھی باتیں ولیکن چرخ کی سمجھی نہ گھاتیں
۵۳۰ کہ یہ اُٹا چلے ہے اس لیے ہاے کسی کا مقصد دل تانہ بر آے

”ریدن سستی در شہرے کہ پتو مسکن داشت و فرود آمدنِ اُردر
مجد و فرستادنِ انگشتری خود بہ سوعے وے بہ طریق نشان“ ۵۳۱

۵۳۱ یہی باتیں تھیں اُس کا توشہ راہ کہ وہاں جا پہنچی وہ بیباہ غم آہ
۵۳۲ جہاں بہم طرب نے تھادہ مالوف سرور و عشرت و شادی میں مصروف
۵۳۳ پہنچ اُس طہر میں ایسی خوشی کی ہوئی جاتی تھی شادی مرگ سستی
۵۳۴ فرود آئی جب اک جادہ دوانی اُسے انگشتری بھیجی نشانی
۵۳۵ خبر پتو کو تا تو جاعے معلوم کہ آ پہنچی یہاں تک اب وہ غم
۵۳۶ نشانی بھیج کر بھیجی یہ ناکام کہ آیا مرگ کا بس اُس کو پیغام

”ہلاک شدن سستی از شنیدن خبر شادی پتو“ ۵۳۷

۵۳۷ یہ قہر یہاں سے یوں میں نے سنا ہے عز و اکیا کہوں مرنے کی جا ہے
۵۳۸ یہ بات اک شخص نے اُس کو سنادی مقرر آج ہے پتو کی شادی
۵۳۹ یہاں ہے اس کی ہم قوم اک پری زاد سراپا ہے وہ اک حُسن خداداد
۵۴۰ سنایہ میں نے اکثر کی زبانی نہیں اس ملک میں کوئی اُس کی ثانی

۵۳۹ علیہ اپنے غم میں کرتی تھی جو باتیں اک، سمجھی نہ باتیں (مط)، ۵۳۸ اس کی توشہ (مط)،

۵۳۲ سرور و عشرت شادی اک، سرور و عشرت و (مط)، ۵۳۳ خوشی تھی (لا، مط)،

۵۳۶ اس کو پیغام (س)، ۵۳۹ اس کا ہم قوم (مط)، ۵۴۰ سنایہ نے یہ اکثر اک، اس کا ثانی (س)،

۵۳۷ عنوان، (۱) ریدن --- بہ طریق نشانی یعنی برائے یادداشت ”اک“

(۲) ریدن --- بہ طریق نشان و شنیدن خبر شادی وے و ہلاک شدن سستی در ان غم
(مط)

- ۵۳۱ اگر دیکھو تو سر تاپا وہ محبوب
۵۳۲ غرض ہے وہ پری خواہاں کی سرتاج
۵۳۳ ہوں ہی یہ بات اُس کے کان پہنچی
۵۳۴ وہ باتیں راہ کی کر یاد افسوس
۵۳۵ اک ایسی آہ کھینچی دل پر دھر ہاتھ
۵۳۶ چراغِ خانہ خوبی ہوا گل
۵۳۷ ہوا ہر ایک کو اُس دم پر کیا
۵۳۸ کہیں اُس میں دلیکن دم نہ پایا
۵۳۹ سب اُس کے گرد تھے نالان و دلگیر
- قیامت ہے خوش اندام و خوش اسلوب
سو پتو کا بندھے ہے اُس سے عقد آج
تو گھبرا کر لبوں پر جان پہنچی
اور اپنی زندگی سے ہو کے یاس
کہ بس جی چل بسا اک آہ کے ساتھ
اُسے بادِ فنا نے کر دیا گل
بہت لوگوں نے دست و پا کو دیکھا
تو رو کر قیامت فل مچایا
پڑی تھی بیچ میں وہ شکلِ تصویر

ہلاک شدنِ پتو از مردہ دیدنِ سستی

- ۵۵۰ ہوا اس کشتہٴ غم کا تو یہ حال
۵۵۱ وہ پتو کو جو پہنچی تھی نشانی
۵۵۲ اجل نے اُس کو جنبش دی جو بہات
اٹھا گھر سے دو ہیں بہر ملاقات
- عزیز و کیا کہوں اب اُس کا احوال
تو گویا تھی بلائے ناگہانی

۵۵۰ اوس کشتہٴ غم (مط)، کیا لکھوں (مط)،

سلمہ عنوان (۱) ہلاک شدنِ پتو از مردہ دیدنِ سستی کہ ہلاک شدہ بود اک،
(۲) ہلاک گشتنِ پتو از مردہ دیدنِ سستی معشوق (مط)،

۵۵۳ وہ تھا سرگرم راہ اس گفتگو سے
 ۵۵۴ ولیکن جب قضا نزدیک لائی
 ۵۵۵ عرض پہنچا وہاں طے کر کے جب راہ
 ۵۵۶ کہے بے دم بڑی وہ غیرت نور
 ۵۵۷ کہے کیا؟ تھا ندامت سے وہ مانوش
 ۵۵۸ کسی نے جب یہ بات اُس کو بتادی
 ۵۵۹ قلق ایسا ہوا اک بار اُس کو
 ۵۶۰ پھر اپنے سر کو دھراُس کے قدم پر
 ۵۶۱ کبھی وہ اٹھ کے اُس کے گرد پھرتا
 ۵۶۲ کبھی تھا نوحہ گر بادیدہ تر
 ۵۶۳ کبھی کہتا تھا وہ رورو کے یہ بات
 ۵۶۴
 ہزار افسوس! کی یہ کیا خرابی
 کوئی ایسی بھی کرتا ہے شتابی

۵۵۳ سرگرم رہ (دس لا)

۵۵۹ دم لینا ہوا دشوار (لا)

۵۶۰ پر اپنے سر کو (مط)

۵۶۲ پیٹتا (مط)

زائد۔ لگا پاؤں کو آنکھوں سے لگانے لگا بیتاب ہو کر تمللانے

شعر جبریت کے بعد مضمون میں ذیل کا شعر زائد ہے،

۵۶۵ ذرا بھی جیتے جی بیٹھے نہ مل کے
 ۵۶۶ ہوا خاموش پھر وہ لوح گمراہ
 ۵۶۷ یہ تڑپا وہ کہ اس کا بھی گیا جی
 ۵۶۸ ہوئے خرم نہ با ہم عیش کر کے
 ۵۶۹ ددو لوں نے کئی آپس میں کچھ بات
 رہے دل ہی میں سب ارمان دل کے
 کہوں کیا بات قصہ مخمر آہ
 فدائے راہ جاناں ہو گیا جی
 وصال اُن کا ہوا تو آہ مر کے
 رہی موقوف محشر پر ملاقات

”وفات یافتہ زن پنوا شنید خبر مرگ شوہر خود“

۵۷۰ وہ مصروفِ طرب، ہر زری پوش
 ۵۷۱ سنا جو یہ بہ روزِ کہ خدائی
 ۵۷۲ کیا غم لے آئے ایسا ہی بے کل
 ۵۷۳ عرض پہلے تو کچھ کچھ سوچ کر کے
 ۵۷۴ پھر ایسی دل سے کینچی آہ پر درد
 ۵۷۵ محبت کے جو کچھ سمجھی وہ عنوان
 ۵۷۶ یکا یک گھریں دادیلا پڑا ہاے
 ہوا شادی کا گھر ماتم سرا ہاے
 مے عشرت سے جوتھی جو مت وند پوش
 کہ جا کر جان نوش نے گنوائی
 کہ وہ شادی ہوئی غم سے مبدل
 رہی خاموش سرنا تو پہ دھر کے
 کہ بس سرتابہ پا وہ ہو گئی سرد
 فدا کی عاشقوں پر اُس نے بھی جان

۵۶۶ تڑپا رک، مط، راہ جاناں ہو گیا رک،

۵۷۰ عشرت سے جوتھی جو مت (مط)

۵۷۲ شادی ہوئی غم سے (س)

۱۔ عنوان: (۱) ”وفات یافتہ زن پنوا“ الخ ”رک ۲۱“ وفات یافتہ زن پنوا از
 سبج واقع (کذا)، جانکاہ شوہر خود“ (مط)

۵۷۶۔ جو دھال گاتے تھے شادی کے ترانے لگے وہ بین کی باتیں بنانے

ق

۵۷۸۔ فلک نے کیا کہوں کیا رنگ بدلا
۵۷۹۔ جو تیاری شہانے پیر ہن کی
۵۸۰۔ نہ کچھ سستی نے پرتے کہی بات
۵۸۱۔ نہ کیوں کر غم ہو اُن کی داستان سے
۵۸۲۔ غرض ہم ہیں محبت کے دوانے
۵۸۳۔ خبر اُس واقعے کی آہ سن کر
۵۸۴۔ وہ اُن کی نوجوانی اور وہ صورت
۵۸۵۔ محبت ہے وہ کچھ جس نے کرنا گاہ
۵۸۶۔ محبت ہے محبت کا یہ اسلوب
۵۸۷۔ محبت ہے اک آفت سے عبارت

۵۸۸۔ فقط یہ کیا محبت سے ہوا ہے
محبت نے تو کیا کیا کچھ کیا ہے

۵۷۷۔ جو وہ ہاں گاتے دک، باتیں بتانے (لاک،

۵۷۸۔ کیا ان کو ہر رنگ آب گدلا دک،

۵۸۰۔ زن و شوہر دک، شوہر وزن (مط،

۵۸۱۔ سب اس جہاں سے دک،

۵۸۹ مجت صدمہ محشر کی آفت مجت ہی سے ہو جاوے قیامت
 ۵۹۰ سو کر کے نظم یہ کار مجت رکھا نام اس کا اسرار مجت
 ۵۹۱ توقع ہے کہ جو اہل نظر ہو مجت سے کرے اس پر نظر دو
 ۵۹۲ کہی تاریخ یہ اس کی بہ صنعت
 عجب قصہ ہے اسرار مجت

۹۶ ۵ ۱۱

۵۹۰ سو کر کے یہ نظر کاری مجت (ک)

۵۹۱ توقع ہے جو کی اہل اک

۵۹۲ تاریخ اس کی یہ بہ صنعت (ک)

حواشی مقدمہ

۱) ”تاریخ روہیل کھنڈ“ (گل رحمت از محمد سعادت یار خاں نمبر۶ حافظ رحمت خاں، کی تحقیقی تدوین،

از ڈاکٹر مصطفیٰ حسین خاں، ص ۵۰-۲۴۷ مطبوعہ ۱۹۸۹ء

۲) شاہ اویسی نام کے کسی بزرگ نے حافظ رحمت خاں کی شہادت پر درج ذیل قطعہ تاریخ نظم کیا:

رحمت سرشت حافظ ملک و نصیر جنگ چوں کرد سوا سے خلد ز دار الفنا سفر

روز شہادت و لے و تاریخ و ماہ و سال آں روز بہت یازدہم بود از صفر

۳) ”مکتب رحمت“ از مستجاب علی خاں ولد حافظ رحمت خاں، ص ۱۳۰ ایضاً (بحوالہ حاشیہ تاریخ

روہیل کھنڈ، ص ۲۴۷)

۴) تاریخ اودھ جلد اول از سید کمال الدین حیدر، ص ۱۴۰، نول کشور پریس لکھنؤ

۵) ”دی روہیلہ وار“ از جان اسٹریچی، ص ۱۳۲

۶) ”شجاع الدولہ“ (جلد دوم) از اے۔ ایل۔ شری و استوا، ص ۲۵۲

تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۲۷۴

دو معاصر شاعروں جرأت اور مصحفی کے قطعات تاریخ اور محمد سعادت یار خاں کے بیان کے برخلاف

”حیات حافظ رحمت خاں“ کے مصنف سید الطاف علی بریلوی نے محبت خاں کی وفات کی تاریخ ۱۳ صفر

۱۲۲۲ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۸۰۹ء لکھی ہے (ص ۳۱۹)۔ یہی تاریخ اور سال ڈاکٹر سید لطیف حسین

ادیب نے اپنے ایک مضمون ”مثنوی“ چند شعرا سے بریلی میں درج کر دیا ہے۔ عبد الغفور نساخ، نواب

علی حسن خاں اور حسرت موہانی نے ان کا سال وفات ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۴ء لکھا ہے (بحوالہ ”اردو مثنوی

شمالی ہند میں“ از ڈاکٹر گیان چند جین، ص ۳۸۱)۔ ڈاکٹر سید محمد عقیل مثنوی نے اپنے ایک مضمون ”مثنوی

اسرا و محبت“ (مثنوی ”نگار“ اپریل ۱۹۵۵ء) میں محبت خاں کے سانحہ احوال کو ۱۸۳۳ء کے بعد کا

واقعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵۴ (۱) تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۵۹-۲۵۸

(۲) حیات حافظ رحمت خاں، ص ۲۴۱

(۳) تاریخ اودھ جلد اول، از نجم الغنی، ص ۳۲۹

(۴) ”پہلی بھیت میں حافظ الملک کے تمام افراد خاندان کو قید کر لیا گیا تھا“ ”شجاع الدولہ“ از اے۔

ایل۔ شری واستوا، ص ۲۶۲

(۵) ۲۶ مئی کو سالار جنگ کے زیر نگرانی حافظ الملک کے افراد خاندان کو الہ آباد کے قلعہ میں قید کرنے

کے لیے بھیجا گیا (ایضاً) بحوالہ حاشیہ تاریخ روہیل کھنڈ)

۵۵ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۲۵۸۔ ”دی روہیلہ وار“ کے مصنف جان اسٹریچی کے بیان کے مطابق محب اللہ

خاں، فتح اللہ خاں اور عظیم اللہ خاں کو ۲۸ مئی ۱۷۷۱ء کو قید کیا گیا (ص ۱۰-۹) اسٹریچی نے یہ بھی لکھا ہے

کہ حافظ الملک اور دودے خاں کے افراد خاندان کو بڑی اذیتیں دے کر قلم و تشدد کے ساتھ لشکر میں لایا

گیا (ایضاً) ایک اور معاصر بیان کے مطابق ۳۰ فروری ۱۷۷۱ء تک الگ الگ روہیلہ خاندانوں کے سات

سو افراد گرفتار ہوئے۔ ہزاروں عورتوں کو اس طرح لوٹا گیا کہ ان کے جسم پر کپڑوں کے ملاوہ کچھ نہیں تھا

(سولبرگ ان انڈیا، ص ۱۶-۲۱۵)، (بحوالہ حاشیہ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۲۵۹)

۵۶ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۳۲-۳۱

۵۷ ”لال ڈانگ“ گڑھوال کی پہاڑیوں کی ثرائی میں سطح سمندر سے ۱۲۳۲ فٹ کی بلندی پر دو پہاڑیوں

سے گھرا ہوا نہایت محفوظ مقام ہے۔ سید کمال الدین حیدر نے اس مقام کو ”لاراک“ لکھا ہے۔

۵۸ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۱-۲۶۰

۵۹ ایضاً، ص ۲۶۱

۶۰ ایضاً، ص ۶۲-۲۶۱

۶۱ ایضاً۔ ”لال ڈانگ کے صلے تا سر کر نل جیمین کے بحیثیت گواہ کے دستخط ہوئے۔ اس سے کہنی پر

کوئی ذمہ داری نہیں آئی، مگر فیض اللہ خاں نے اسے گارنٹی کی حیثیت سے رکھا۔ اس کے بعد جو حالات

رد نما ہوئے ان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ فیض اللہ خاں قلعہ پر تھا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ کر نل جیمین

نے ذاتی طور پر اس صلح نامے کی تصدیق کی تھی اور اس پر جو ہر لگی تھی وہ کمپنی کی ہر کاہل نہیں ہو سکتی۔“
(ادارن) ایسٹنگس اینڈ اودھ، ص ۱۷۶ (بحوالہ حاشیہ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۳-۶۴) دراصل تاریخی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نواب اور جنرل نے مل کر فیض اللہ خاں کے ساتھ فریب کیا۔

۱۲ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۳-۶۴ — (۱) یہ مصالحت ۷ اکتوبر ۱۷۷۷ء کو فیض اللہ خاں اور شجاع الدولہ کے درمیان ہوئی۔ (ادارن) ایسٹنگس اینڈ اودھ، ص ۴۶

(۲) جان اسٹریٹی لکھتا ہے کہ فیض اللہ خاں نے ۲ اکتوبر ۱۷۷۷ء کو شجاع الدولہ اور انگریزوں سے صلح کی (دی روہیلہ وار، ص ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۷، ۱۴۶) بحوالہ حاشیہ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۴

۱۳ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۴

۱۴ ایضاً

۱۵ (۱) حاشیہ تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۲۴۵ — اصل کتاب میں زمانہ وفات ماہ شوال ۱۱۸۸ھ مندرج ہے۔ (ص ۲۴۵)

(۲) سید کمال الدین حیدر نے لکھا ہے کہ نواب نے ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۷ء کو یہ وقت شب انتقال کیا۔ (تاریخ اودھ، جلد اول، ص ۸۸) یہاں ۱۷۷۷ء کی جگہ ۱۷۷۵ء ہونا چاہیے۔

(۳) مسٹری آف مراٹھا از جیمس گرٹ ڈفٹ مرتبہ جے۔ پی۔ گہا، ص ۱۱۶

۱۶ مثنوی حسن بخشی منظومہ جرات

۱۷ (۱) تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۷-۶۸

(۲) دی روہیلہ وار، ص ۲۲۲

۱۸ ایضاً، ص ۲۶۹

(۲) حیات حافظ رحمت خاں

(۳) دی روہیلہ وار، ص ۲۲۳

۱۹ (۱) تاریخ روہیل کھنڈ، ص ۶۷

(۲) چند شعرا سے بریلی، ص ۱۵

(۳) حیات حافظ رحمت خاں

- ۲۵ " اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں " از ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی، ص ۱۴-۱۱۳
- ۲۶ تذکرہ شعراے اردو " از میر حسن، ص ۱۸۲
- ۲۷ (۱) تذکرہ گلزار ابراہیم مرتبہ کلیم الدین احمد، ص ۲۱-۴۱۹
- (۲) تذکرہ گلزار ابراہیم مع تذکرہ گلشن ہند مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ص ۲۳-۲۳۲
- ۲۸ " مجموعہ نغز " مرتبہ حافظ محمود شیرانی، ص ۱۶۰
- ۲۹ (۱) تذکرہ ہندی از مصحفی، ص ۲۳-۲۲۱
- (۲) " عمدہ منتخب " مرتبہ خواجہ احمد فاروقی، ص ۲۹۵
- ۳۰ " طبقات الشعرا " مرتبہ نثار احمد فاروقی، ص ۹۵-۴۵۲
- ۳۱ (۱) حیات حافظ رحمت خاں، ص ۲۴-۳۲۰
- (۲) چند شعراے بریلی، ص ۲۵
- (۳) " بانی درس نظامی " از محمد رضا انصاری فرنگی علی، ص ۱۰-۱۰۹
- ۳۲ چند شعراے بریلی، ص ۱۵
- ۳۳ ایضاً
- ۳۴ تفصیل کے لیے دیکھیے: " سودا کا ایک قلمی دیوان موسوم بہ نسخہ جانسن " از ڈاکٹر نسیم احمد مشمولہ نقوش لاہور، شمارہ ۳۹، ص ۳۳-۳۱۱
- ۳۵ (۱) تذکرہ گلزار ابراہیم، ص ۲۱-۴۱۹
- (۲) تذکرہ گلزار ابراہیم مع تذکرہ گلشن ہند، ص ۲۳-۲۳۲
- ۳۶ (۱) " سودا " از شیخ چاند، ص ۸-۱۰۴
- (۲) مرزا محمد رفیع سودا " از ڈاکٹر خلیق انجم، ص ۴۴-۴۴۵
- (۳) مقدمہ کلیات سودا، جلد اول مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن (یہ کتاب اصلاً نسخہ جانسن کی مطبوعہ شکل ہے، جسے ڈاکٹر صاحب نے کلیات سودا جلد اول کا نام دے دیا ہے۔)
- (۴) مقدمہ کلیات سودا، جلد اول مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی
- (۵) " سودا کا ایک قلمی دیوان " از ڈاکٹر نسیم احمد، ص ۳۳-۳۱۱

- ۳۲ تفصیل کے لیے دیکھیے: ”سودا کا ایک قلمی دیوان۔۔۔۔۔“ از ڈاکٹر نسیم احمد
- ۳۳ ”تین تذکرے“ تخلص و مقدمہ از ڈاکٹر نثار احمد قادری، ص ۳۳-۳۲
- ۳۴ ”سسی پنو“ از پروفیسر قاضی فضل حق ایم۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس، مشمولہ ”اردو“، ص ۲۰
- ۳۵ فہرست ہندوستانی مخطوطات، خزو نہ انڈیا آفس لاہور۔ بری (بحوالہ جائزہ مخطوطات اردو از مشفق خواجہ ص ۴۲-۹۴۳)
- ۳۶ ”اردو مثنوی شمالی ہند میں“، ص ۸۲-۳۸۰
- ۳۷ ”اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں“، ص ۱۴-۱۱۳
- ۳۸ ”تاریخ ادب اردو از ڈاکٹر جیل جالبی میں باقاعدہ شاعر کی حیثیت سے محبت خان کا ذکر موجود نہیں۔ جلد دوم میں، ص ۸۸۰ و ۸۸۳ پر حسرت کے بیان میں ضمناً ان کا تذکرہ آگیا ہے۔
- ۳۹ ”مثنوی اسرار محبت“ اسی پنو کا قصہ، از سید مسعود حسن و مثنوی ادیب مشمولہ اردو، ۱۹۳۱ء، ص ۴۸-۴۵۹
- ۴۰ (۱) تذکرہ گلزار ابراہیم، ص ۲۱-۴۱۴
- (۲) تذکرہ گلزار ابراہیم مع تذکرہ گلشن ہند
- ۴۱ مثنوی اسرار محبت کے تمام قلمی نسخوں میں ”جہنگ سیال“ ملتا ہے اور مطبوعہ نسخے میں اسے ”جنگ سیال“ کر دیا گیا ہے۔

کتابیات

- (۱) "اردو مثنوی شمالی ہند میں" از ڈاکٹر گیان چند مین
- (۲) "اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند" از ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی، مطبوعہ اتر پردیش اردو اکادمی
- (۳) "بانی درس نظامی مملکت نظام الدین محمد فرنگی علی" از محمد رضا انصاری فرنگی محلی، تاجی پریس، لکھنؤ ۱۹۷۳ء
- (۴) "تاریخ ادب اردو، جلد دوم از ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع دوم ۱۹۸۷ء
- (۵) "تاریخ ادب" از سید کمال الدین حیدر، مطبع نول کشور، لکھنؤ
- (۶) "تاریخ ادب" جلد دوم از نجم الغنی، مطبع نول کشور، لکھنؤ ۱۹۱۹ء
- (۷) "تاریخ ادب" جلد اول از ڈاکٹر مصطفیٰ حسین خاں، ۱۹۸۶ء
- (۸) "تنقیدی حاشیہ" از پروفیسر مجنوں گوڑ کھوری، ۱۹۴۵ء
- (۹) "تذکرہ مخزن نکات" از قیام الدین چاند پوری، مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء
- (۱۰) "تذکرہ مخزن نکات" از قیام الدین قائم چاند پوری، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۵ء
- (۱۱) "تذکرہ میر حسن" از میر حسن، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۵ء
- (۱۲) "تذکرہ ہندی" از غلام ہمدانی مصحفی، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۵ء
- (۱۳) "تذکرہ سرود" (مجموعہ منتخب) مرتبہ خواجہ احمد فاروقی، دہلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء
- (۱۴) "تذکرہ قاسم" (مجموعہ نغز) مرتبہ حافظ محمود شیرانی، ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۳ء
- (۱۵) "تذکرہ قدرت" (طبقات اشعار) مرتبہ شاد احمد فاروقی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۸ء
- (۱۶) "تذکرہ گلزار ابراہیم" مرتبہ کلیم الدین احمد
- (۱۷) "تذکرہ گلزار ابراہیم" مع تذکرہ گلشن ہند مرتبہ ڈاکٹر سید نجمی الدین قادری زور، مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

- (۱۸) "تنقیدی حاشیے" از پروفیسر مجنوں گوڑہ پوری
- (۱۹) "تین تذکرے" تلخیص و مقدمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
- (۲۰) "جائزہ مخطوطات اُردو" از مشفق خواجہ، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع اول
- (۲۱) "حیات حافظ رحمت خاں" از سید الطاف علی بریلوی، نظامی پریس یدایوں، ۱۹۳۳ء
- (۲۲) "چند شعراے بریلی" از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب، مرکز ادب اردو، لکھنؤ، ۱۹۷۶ء
- (۲۳) "دی روہیلہ وار" از سر جان اسٹریچی (انگریزی)
- (۲۴) "شجاع الدولہ" از اے۔ ایل۔ شری و استوا (انگریزی)
- (۲۵) "سودا" از شیخ چاند، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۶۳ء
- (۲۶) "کلیاتِ جرأت" مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
- (۲۷) "کلیاتِ سودا" جلد اول مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن
- (۲۸) "کلیاتِ سودا" جلد اول مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی، مجلس ترقی ادب، لاہور
- (۲۹) "مرزا محمد رفیع سودا" از ڈاکٹر خلیق انجم
- (۳۰) "مثنوی اسرارِ محبت" مطبوعہ بیت السلطنت، لکھنؤ
- (۳۱) "نکاتِ مجنوں" از پروفیسر مجنوں گوڑہ پوری، کتابستان الآباد، ۱۹۵۷ء

مضامین

- (۱) "سسی پنو" از پروفیسر قاضی فضل حق ایم۔ اے۔ پی۔ سی۔ لس مشمولہ "اردو" شمارہ اکتوبر ۱۹۹۳ء
- (۲) "مثنوی اسرارِ محبت" از پروفیسر سید سجاد حسن منوی ادیب، مشمولہ "اردو" شمارہ جولائی ۱۹۹۱ء
- (۳) "مثنوی اسرارِ محبت" از ڈاکٹر سید محمد عقیل منوی، مشمولہ "نگار"، لکھنؤ شمارہ اپریل ۱۹۵۵ء
- (۴) "سودا کا ایک قلمی دیوان" موسوم پنو، جانش، از ڈاکٹر نسیم احمد، مشمولہ "نقوش" لاہور شمارہ ۳۹

مخطوطات

- (۱) "مثنوی اسرارِ محبت، عزیز دکتب خانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

- (۲) "مثنوی اسرارِ محبت"، مخزن کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان
- (۳) "مثنوی اسرارِ محبت"، مشمولہ کلیاتِ محبت، مخزن کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ
- (۴) "مثنوی اسرارِ محبت"، مخزنہ سر سالار جنگ میوزیم
- (۵) "مثنوی اسرارِ محبت"، مخزنہ رضا لاہوری، رام پور
- (۶) "مثنوی اسرارِ محبت"، نسخہ ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی (الہ آباد)
-

2227

ISBN-81-7160-074-3

Marfat.com